سفرنامہ بعنوان

شوقِ دیدار

از۔ پیرِ طریقت رہبرِ شریعت صاحبزادہ ابونعیم الحاج

جناب سید غلام فرید شاہ مدظلہ العالی چشتی صابری قادری

مرتبہ

سید عطا فرید گیلانی خادم دربار صابریہ

سفر نامہ بعُنوان

شوق دیدار

از ۔ پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ ابو نعیم الحاج
جناب سید غلام فرید شاہ چشتی صابری قادری مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ صابریہ مخدوم الاولیاء حضرت پیر سید نوازش علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

مرتبہ ۔ سید عطا فرید گیلانی خادم دربار صابریہ

محلّہ فرید پارک گلی نمبر 1 منڈھیالہ روڈ شیخوپورہ

فون 611039 موبائل 0300-9423755

گدائے صابر ۔ سید ریاض حسین شاہ چشتی صابری
بچوکی جلہان

ابتدائیہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اَما بعد۔ کہ تمام تعریفیں خدائے بزرگ و برتر کے حضور اور اپنی جبین نیاز اسکی بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز کرتے ہوئے کہ اللہ تعالی ہم سب کو پکا اور سچا مسلمان بنائے اور اپنے پیارے حبیب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ حقیقی عشق کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔ آپ سرکار ﷺ کے صدقے سے بندہ ناچیز نے ایران، عراق اور شام میں مقدس زیارات کے لیے رخت سفر باندھا اور آج اس کو ایک سفر نام شوق دیدار کے نام سے تحریر کر رہا ہوں۔ یوں تو کافی تعداد میں سفر نامے تحریر ہو چکے ہیں مگر جو سفر نامہ میں تحریر کر رہا ہوں وہ اپنی نوعیت کا علیحدہ سفر نامہ ہوگا۔ بندہ ناچیز نے اس تحریر میں کوشش کی ہے کہ نہ تو یہ طول پکڑے اور نہ ہی تسلسل ٹوٹے اور اس کی دلچسپی میں بھی کمی نہ آئے۔ جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دل نے محسوس کیا وہی تحریر کر رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سفر کی روئیداد صحیح صحیح لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ حاضری اپنی بارگاہ ربوبیت میں قبول فرمائے آمین۔

انتساب

اس سفر نامے کا ہر حرف، ہر سطر اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ کے نام

اور اپنے والد گرامی و پیرومرشد مخدوم حضرت سید نوازش علی شاہؒ چشتی

صابری قادری کے نام

پیش لفظ

بندہ فقیر صابری کو۱۹۹۵ء میں عمرہ کی ادائیگی اور رسول اللہ ﷺ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو لاہور سے پی۔آئی۔اے کی پرواز کے ذریعے جدہ ائیرپورٹ پہنچا ،اس دن سولہ۱۶رمضان المبارک تھی ۔ائیرپورٹ امیگریشن سے فراغت کے بعد باہر نکلا تو وہاں پر حاجی عبدالغفور صاحب چشتی صابری قادری (مرحوم)اور انکے ہمراہ تنویر احمد ،فوزی ،محمد ندیم مجھے لینے کے لئے آئے ہوئے تھے ،یہ تینوں لڑکے حاجی صاحبؒ کے ارادت مندوں میں سے ہیں ائیرپورٹ سے حاجی صاحب کی رہائش گاہ پر چلے گئے ۔وہاں سے حرم شریف حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ترستی نگاہوں نے جب بیت اللہ شریف کو دیکھا تو بے ساختہ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اڈ آیا۔اور ایسا لگا جیسے صدیوں سے بچھڑے محبوب سے ملاقات ہوگئی ہو۔

عمرہ کی ادائیگی کے بعد جدہ واپس چلے گئے۔جدہ سے مدینہ شریف جانے کے لئے تیار ہوئے۔مشتاق احمد کی ذاتی کار تھی اس نے کہا کہ میں بھی مدینۃ المنورہ آپ کے ساتھ جاؤں گا۔پانچ نفوس (بندہ فقیر صابری ،حاجی صاحبؒ،تنویر احمد ،محمد ندیم اور مشتاق احمد)پر مشتمل یہ چھوٹا سا قافلہ بذریعہ کار میدان بدر مدینۃ المنورہ کو جانے والی پرانی سڑک کے راستہ سے مختلف مقامات کی زیارات کرتے ہوئے اللہ کے پیارے حبیب امام الانبیاء آقائے دوجہان، حامئ بے کساں وناتواں ﷺ کے دربار پُر وقار وپُر عظمت پر پہنچے۔ یہ اس امام اعظم شہنشاہ کل جہان ﷺ کا آستانہ ہے جہاں دنیا کے بادشاہ وامراء سر جھکائے نمناک نگاہوں سے اپنی عرائض سرکار دو عالم کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ کے نیک اور مقبول بندوں کا تو یہ حال ہے کہ

نفس گم کردہ می اید جنید با یزید اینجا

یوں تو نبئ رحمت شفیع مکرم راحت قلب و جان ﷺ کے دربار دُربار میں بہت سی دعائیں والتجائیں کیں مگر ایک التجا جو میرے سینے میں ضبط نہیں ہو رہی تھی ،جسکی منظوری آپ حضور ﷺ کے دربار اقدس سے ہی ممکن تھی ،آپ سرکار کی خدمت اقدس میں پیش کی۔وہ یہ تھی کہ یارسول اللہ ﷺ فداک ابی امی میری تمنا یہ ہے کہ مجھے ایک مرتبہ حضور غوث الثقلین کریم الطرفین محبوب سبحانی شہباز لامکانی الحسنی والحسینی حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی شئ للہؒ اور کربلا معلیٰ نجف اشرف جہاں مولائے مشکل کشا شیر خدا جن کے متعلق ہے کہ من کنتُ مولاہٗ فعلیٌ مولا آسودۂ خاک ہیں اور امام عالی مقام سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہٗ اور آپ کے رفقاءؓ جن کے خون کی مہک آج بھی کرب و بلا کی ریتلی مٹی سے آپ کے عشاق کو آتی ہے، کے مزارات

پُر انوار کی حاضری نصیب ہو، آخر کار میرے حقیر کی زندگی میں وہ دن بھی آ گیا جب پیارے آقا و مولا فداک ابی و امی سیدی یارسول اللہ ﷺ کے دربار دُربار میں میری دعا کو شرف قبولیت نصیب ہوا۔ اور میری برسوں کی دلی خواہش پوری ہو گئی۔ اللہ رب العزت میری اس حاضری کو بوسیلہ انبیاءؑ و آئمہؓ و اولیاءؒ اپنے دربار میں قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔

اس سارے سفر کی داستان کو سفر نامہ کی شکل میں تحریر کر رہا ہوں، میرا اس سفر نامہ کے لکھنے کا مقصد محض کوئی شہرت حاصل کرنا نہیں بلکہ ان عشاق کے لئے جو ان علاقوں میں حاضری کیلیئے جانے کا شوق رکھتے ہیں ان کے لئے انتہائی مفید ثابت ہو گا۔ ویسے بہت سارے سفر نامے لکھے جا چکے ہیں لیکن یہ ان سے قدرے مختلف ہے کیونکہ یہ حقائق کی روشنی میں لکھا گیا اور باتصویر ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس ناقص کاوش کو قبول فرمائے اور اس کاوش میں شریک احباب کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین ثم آمین!

خادم درگاہ غوث رضی اللہ عنہ

فقیر صابری سید غلام فرید عفی عنہ

فرید پارک گوجرانوالہ روڈ شیخوپورہ

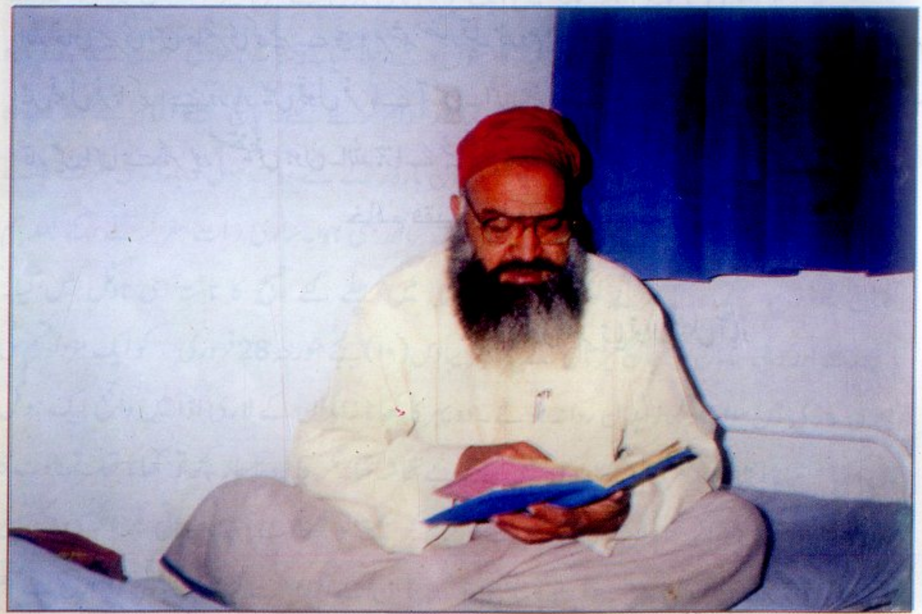

خادم درگاہ سید غلام فرید چشتی صابری قادری عفی عنہ

میری نظر میں

بندۂ ناچیز خادم درگاہ فقیر صابری کو ۲۱ ستمبر ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک حضور قبلہ پیر سید شاہ محمدؒ مسندہ شریف والی سرکار کے سالانہ عرس پاک کی تقریب میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ بے شمار فیوض و برکات سمیٹنے کے بعد، جو بغیر کسی حیل و حجت کے نصیب ہو جاتے ہیں۔ یہ میرے مرشد پاک کے آستانہ کا خاص انداز ہے، صاحبزادہ الحاج فقیر صابری مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ کچھ میرے پیر بھائیوں نے آپ حضور کے اس سفر مبارک کے متعلق جاننا چاہا تو آپ نے مجھے پوچھا کہ تم نے میرا لکھا ہوا سفر نامہ پڑھا میرے انکار پر انہوں نے ایک خوبصورت سی ڈائری میرے ہاتھ میں تھما دی۔اور حکم دیا کہ دوسرے دوستوں اور پیر بھائیوں کو بھی پڑھ کر سناؤ۔پھر انہوں نے ایک تصاویر والا البم بھی ہمارے درمیان رکھدیا۔ جسمیں اُن تمام مقامات مقدسہ کی تصاویر تھیں۔جو انہوں نے بطور تحفہ، یادگار بنائیں تھیں۔میں سفر نامہ پڑھتا اور آپ سرکار تصاویر کے متعلق وضاحت فرماتے۔جب یہ کام مکمل ہوا تو میں نے موقع کو غنیمت جانا اور فورا آپ کی خدمت اقدس میں اس سفر نامہ کو کتابی شکل دینے کے لئے عرض کر دیا۔مجھے میری توقع سے بڑھ کر جواب ملا کہ ایسا ضرور ہونا چاہیے تاکہ عشاق کے عشق میں اور اضافہ ہو۔اور میرے پیر بھائیوں نے بھی میری تائید کی۔لہذا مجھے اس کو کتابی شکل میں لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس حاضری کو میرے پیر و مرشد حضور قبلہ مخدوم الاولیاء پیر سید نوازش علی شاہؒ کے دربار عالیہ میں قبول فرما کر اپنے دربار میں قبول فرمائے آمین۔ اس سفر نامہ کا اصل مقصد قارئین کی رہنمائی ہے۔ قارئین اس سے بھر پور مستفیض ہوں۔اللہ جزائے خیر عطا کرے۔

خادم فقیر صابری سید عطا فرید گیلانی غفرلہٗ

غوثیہ کالونی کھرڑیانوالہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی اکرم ﷺ کے توسل سے میری دعا جو میں نے عمرہ کے وقت حضور پرنور شافعی یوم النشور ﷺ کے دربار اقدس میں پیش کی۔ آج اسکو شرف قبولیت حاصل ہو گیا میرے پاس پچاس ہزار (50,000) کی خطیر رقم نہیں تھی کہ خرچ کر سکتا مگر تنویر احمد کی کاوش سے اس کا بھی بندو بست ہو گیا۔ یہ تو میرے آقا وجہء دین و دنیا ﷺ کا خاص کرم تھا۔ اللہ ان کی عزت میں اضافہ فرمائے اور انکو اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

آج مورخہ 26 فروری 2001ء بوقت شام ساڑھے چھ بجے (۶:۳۰) ہمارا یہ قافلہ محلّہ انچولی ۴۴۴ بی بلاک کراچی جعفر جعفری کے گھر سے روانہ ہوا۔ جو تیس نفوس پر مشتمل تھا۔ جن میں ۶ عورتیں، ۲۴ مرد تھے۔ ۲۶ افراد اہل تشیع اور ۴ اہل سنت والجماعت مسلک سے تھے۔ بہر حال اس سے کیا غرض ہمیں تو اپنے مقصد سے غرض تھی جو اللہ نے پوری کردی۔ یہ قافلہ ایران، عراق اور شام تینوں ممالک میں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے جا رہا ہے۔ جن کے ہاں سے یہ قافلہ روانہ ہوا وہ صاحب ایک ٹریول ایجنسی کو سپروائز کرتے تھے۔ کراچی سے کراچی تک فی کس مبلغ اڑتیس ہزار روپے (38000/=) بشمول ٹرانسپورٹ، رہائش اور کھانا ہم سے وصول کر لئے گئے۔ ساری رات سفر کرنے کے بعد آج صبح ۲۷ فروری ۲۰۰۱ء تقریباً ساڑھے چھ بجے (۶:۳۰) کوئٹہ پہنچے۔ کوئٹہ میں ایک پرنس نامی ہوٹل کے کمرہ نمبر ۲۰۴ میں میرا اور میرے ساتھی کا قیام ہوا۔ میرا ساتھی شہر میں اپنے کچھ دوستوں کو ملنے چلا گیا۔ کوئٹہ میں سردی معمول سے کچھ زیادہ تھی۔ مگر ہوٹل میں گرم پانی کا انتظام تھا پس غسل کیا اور آرام کرنے لگے۔ پانچ گھنٹے آرام کے بعد دوبارہ سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ شام چھ (۶) بجے گاڑی تفتان بارڈر کے لئے روانہ ہوئی۔ بارڈر کی طرف جانے والی گاڑیوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہی اس کے ساتھ بھی ہوا۔ ساری رات سفر کرنے کے بعد ہم تفتان بارڈر پر پہنچے۔ صبح ہونے کو تھی۔ ہم ایک ہوٹل میں چلے گئے، صبح کا ناشتہ اسی ہوٹل میں کیا۔ پاسپورٹ اور دیگر سامان کی جانچ پڑتال کے بعد تقریباً دس (۱۰) بجے مورخہ 28 فروری کو ایک مزدا قسم کی چھوٹی گاڑی میں سوار ہو کر زاہدان روانہ ہوئے۔ دوپہر کا کھانا زاہدان کے لاری اڈا میں واقع ایک ہوٹل میں کھایا۔ کھانا انتہائی بد مزہ تھا۔ چاولوں میں نمک بے تحاشہ تھا۔ مگر چارو ناچار کچھ تو کھانا تھا۔ تھکاوٹ کا یہ عالم تھا کہ خدا پناہ، اگر زاہدان میں ایک رات کا قیام کر لیتے تو تھکاوٹ دور ہو جاتی مگر ایجنسی ایجنٹس (نمائندوں) کا ایک اصول بنایا ہے اسے مسافروں سے یا ان کے آرام سے کیا غرض، رقم تو انہوں نے ہم سے پہلے ہی وصول کر لی تھی اسلئے **مردہ بدست زندہ** کے مصداق ہم ان کے رحم و کرم پر تھے۔ جو

صاحب ہمیں سپر وائز کر رہا تھا اس کا نام عمران تھا۔ اس نے پیسے بچانے کے چکر میں ایک انتہائی گھٹیا قسم کی گاڑی کرایہ پر لی۔ اور ٹھیک ۳ بجے ہمیں اس گاڑی میں بٹھا دیا۔ بس کا عملہ کبھی بس کو آگے کرتا کبھی پیچھے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ سفر کافی لمبا ہے اس لئے گاڑی میں چھوٹی موٹی فنی خرابیاں یہیں دور کر لی جائیں تا کہ راستہ میں پریشانی کا مؤجب نہ بنے۔ ایسا کرتے کرتے انہوں نے تقریباً شام ساڑھے پانچ بجے (۵:۳۰) مورخہ (۲۸) اٹھائیس فروری کو زاہدان چھوڑا۔ نماز مغرب زاہدان سے باہر نکل کر ادا کی اور اپنی منزل قم شہر کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ راستہ بائیس (۲۲) گھنٹے کا تھا۔ راستہ میں جو بھی پولیس چوکی آئی بس والوں کو روکا جاتا۔ مرد سواریوں کو نیچے اتارا جاتا ایک دو پاسپورٹ چیک کئے جاتے مگر چیک پوسٹ عملہ گاڑی کی تلاشی اس طرح لیتے جیسے اس میں سمگلنگ کا مال ہو۔ اصل میں زاہدان بارڈر پر واقع ہے اس لئے یہاں سے جو گاڑی بھی آتی اسکو بہ نسبت عام گاڑیوں کے زیادہ چیک کیا جاتا۔ بہر حال یکم (۱) مارچ تقریباً آٹھ (۸) بجے شام قم شہر پہنچے۔

ایران کے شہر قم میں واقع سیدہ فاطمہ معصومہ کا مزار پرانوار

راستہ میں جو شہر آئے انکا بھی ذکر کرتے چلیں۔ ان میں بم، کرمان رفسنجان، یزد کاشان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ہر شہر کی آبادی نہایت اچھے انداز سے بڑے قاعدے اور کلیے کے ساتھ مرتب تھی۔ کشادہ سڑکیں، بہترین عمارتیں اور مکمل صفائی ہر جگہ دیکھنے کو پائی گئی۔ قم شہر کی تاریخ کے حوالے یہ بات علم میں آئی کہ یہ شہر بہت پرانا ہے۔ واللہ و اعلم بالصواب

زاہدان سے قم شہر تک پہاڑوں کے درمیان پتھریلی وادیاں مشاہدے میں آئیں جن میں ہریالی نام کی کوئی شے نہیں ہاں زمین کی زرخیزی یہ بات ثابت کرتی ہے کہ پانی دستیاب ہو تو زراعت ممکن ہے مگر یہ تو وہاں کے ماہرین زراعت ہی اس کی وجہ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں نہیں ہو رہا۔ پانی کی دستیابی کا یہ عالم ہے کہ ہم نے پورے ایران میں نہ ہی کوئی دریا دیکھا ہے اور نہ ہی کوئی نہر۔ البتہ جا بجا چشمے پائے گئے۔ قم شہر خوبصورت اور آبادی کے لحاظ سے بہت گنجان ہے۔ اکثر آبادی اہل تشیع ہے جس مسجد میں نماز پڑھی وہاں مٹی کی ٹکڑیوں کو دیکھا جس پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ راستہ میں ایک مسجد ابو الفضل میں فجر کی نماز ادا کی۔ مسجد بہت خوبصورت تعمیری انداز سے تعمیر کی گئی ہے۔ دیدہ زیب رنگوں اور شیشے سے مسجد کے اندورنی حصوں کو آراستہ کیا ہوا ہے۔ مسجد کا ایک بلند مینار جو دور سے ہی نظر آنے لگ جاتا ہے۔ جوتوں کے سنبھالنے کی الگ جگہ ہے۔ وضو اور استنجا کا علیحدہ علیحدہ اور احسن نتظام تھا۔ گرم اور سرد پانی موسم کے اعتبار سے ہر وقت دستیاب تھا۔ نماز کے لیے بڑے قیمتی اور عمدہ قالین بچھائے ہوئے ہیں۔

قم شہر میں موجود ایک سرائے میں رات کا قیام ہوا جو والئ خراسان نے زائرین کے لئے تعمیر کروائی تھی۔ جس کو اب ہوٹل کی سہولیات سے مزین کر دیا ہے۔ جس کی تعمیر نئے دور کے تمام تقاضے پوری کرتی ہے۔ علیحدہ علیحدہ کمرے اور ان میں ضروریات زندگی کے تمام اسباب موجود ہیں۔ رات کا کھانا اور پھر صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد وہاں موجود حضرت فاطمہ معصومہؓ کے مزار کی حاضری کے لئے چلے گئے۔

سیدنا فاطمہ معصومہ کی ضریح

جمعتہ المبارک کا دن تھا ۔اس لئے عورتوں اور مرد زائرین کا جم غفیر تھا ۔مزار مقدسہ کے متعلق پوچھنے پر معلوم ہوا تھا کہ حضرت امام علی رضا ؓ کی ہمشیرہ کا مزار ہے ۔جس کی خوبصورتی کو الفاظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جو مزارات اہل تشیع نے تعمیر کروائے ہیں وہ مزار اور مسجد کی خوبیا ں ان میں بیک وقت پائی گئیں ۔دور سے اگر مزار اور مسجد کی پہچان مقصود ہو تو مشکل درپیش آسکتی ہے۔ کیونکہ دور سے ہی مزار کے دو بلند مینار نظر آنے لگ جاتے ہیں ۔جو کسی طور بھی مسجد کے آثار واضح کرنے میں کمی نہیں چھوڑتے ۔لیکن جب مین گیٹ سے مزار کے احاطہ میں داخل ہوئے تو اندرونی حصہ کافی جگہ پر مشتمل ہے اس کے درمیان وضو کرنے کے لئے ایک حوض بھی ہے۔ جس کے ارد گرد بڑی تعداد میں ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں مزار فن تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہے جس کو قبر یا تعویز بولتے ہیں اس کی تعمیر ایک علیحدہ انداز سے کی ہے۔قبر کے اوپر جالی کا بنا ہوا خول سا ہوتا ہے اور اسکی چھت سونے کی بنی ہوتی ہے جسے ضریح کہتے ہیں ۔جس سے قبر کی زیارت بخوبی کی جاسکتی ہے۔گنبد اور بقیہ حصوں پر شیشے سے ایسی نقش و نگاری کی گئی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔گنبد کے بیرونی اور اوپری حصے پر سنہری روغن کیا ہوا ہے ۔لیکن اگر بغور مشاہدہ کیا جائے تو وہ سونے کا خول ہی کہا جاسکتا ہے۔ زیارت سے مشرف ہوئے اور دعائیں کیں ۔قصہ مختصر مزار شریف ایک لازوال پس منظر کا حامل ہے۔

وہاں سے مورخہ دو (۲) مارچ شام پانچ (۵) بجے بس میں بٹھا لیا گیا اور ایران باڈر کی طرف روانہ ہوئے ۔اس سفر کے دوران جو شہر آئے ان میں اراک ، ملا بیر، سامن ، نہاوند، کرمانشا،اور ایک بہت بڑی آئل ریفائنری (بتروشیمی) بھی آئی۔ مسلسل بارہ (۱۲) گھنٹے سفر کرنے کے بعد مورخہ تین (۳) مارچ صبح پانچ (۵) بجے ہم خسروی بارڈر پر پہنچے۔ فجر کی نماز ادا کی۔ کسٹم وغیرہ سے فارغ ہو کر تقریباً دس بجے ہم عراق کے بارڈر کی جانب روانہ ہوئے ۔بارڈر پر پہنچنے ہی والے تھے کہ اس کے مین گیٹ پر صدر صدام کی تصویر نے ہمارا استقبال کیا اور گیٹ کی بالائی پٹی پر لکھا ہوا پایا کہ اھلا وسھلا فی الارض الانبیاءؑ وآئمہؒ وا لاولیاءؒ ۔بارڈر سے امیگریشن آفس سے مسافر خانہ تک ایک الگ بس میں بٹھا کر لایا گیا آفس صفائی اور انتظام کے لحاظ سے بہت اچھا تھا۔ بیٹھنے کے لیے چپس سے بنے ہوئے بنچ موجود تھے عملہ کا رویہ مسافروں سے تو اچھا تھا مگر سالار کو مک مکا کرنا پڑا۔ قریب ہی ایک مسجد ہے جہاں ہم نے ظہر و عصر ادا کی۔ دوپہر کا بھی کھانا وہیں ایک ہوٹل میں کھایا۔ وہاں کی امیگریشن پر بہت وقت خرچ ہوا۔ تقریباً سات (۷) بجے شام بسیں کربلا معلٰی کے لئے روانہ ہوئیں۔ پہلے عراق کے دارالخلافہ بغداد شریف شہر میں پہنچے ۔رات کا کھانا ایک ہوٹل میں کھایا وہاں سے کربلا معلٰی کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ راستہ تقریباً دو (۲) گھنٹے کا ہے ۔رات دو (۲) بجے ہمیں درگاہ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک تھرڈ کلاس ہوٹل میں جا

اتارا۔ بسوں سے اتر کر ہم ہوٹل کی بالائی منزل پر چلے گئے۔ایک چھوٹے سے کمرہ میں چار بیڈ ٹھونسے ہوئے تھے۔ ہوٹل والوں نے یہ سارا فائدہ رش ہونے کی وجہ سے اٹھایا۔مورخہ چار(۴) مارچ صبح کی نماز ہوٹل میں جیسے تیسے ادا کی اور دن چڑھے سید الشہداء حضرت امام حسین اور ابو الفضل حضرت غازی عباس علمدار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات کی جانب روانہ ہوئے پہلے ہم حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ' کے مزار پر پہنچے۔

اہل بیت اطہار کے نفوس قدسیہ کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ چونکہ بہت سے افراد نے ان کی شان میں اپنے انداز سے لکھا لیکن بندہ فقیر صابری اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ان کے دربار میں حاضری پیش کرتا ہے۔اہل بیت قبول فرمائیں ۔ اللہ رب العزت نے اہل بیت اطہار کو جو فضیلت' عزت' عظمت اور بزرگی عطا فرمائی ہے' اسکا ذکر قرآن مجید فرقان حمید میں کیا۔ جن کے متعلق اللہ تعالی سے دعا کی۔ کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو پاک کر دے۔ان سے نجاست دور کردے۔ اہل بیت میں کون شامل ہے اور کون نہیں۔ یہ ایک الگ بحث ہے اور میں اس میں پڑنا نہیں چاہتا' جو واقعہ رونما ہوا' اس کو تحریر کررہا ہوں۔

نجران کے عیسائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اللہ کی توحید اور حضرت عیسی علیہ السلام خدا کا بیٹا ہونے پر بحث کرنے لگے۔سید المرسلین خاتم النبین شہنشاہ دو عالم تاجدار مدینہ سرور قلب سینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالی کی توحید اور حضرت عیسی علیہ السلام کو صرف اللہ کا مقبول ومکرم بندہ ہونے کے دلائل پیش فرمائے۔مگر جب عیسائیوں نے حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کے دلائل کو تسلیم نہ کیا' تو خداوند کریم نے فرمایا' کہ اے میرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو فرمادیں۔ کہ ہم بھی اپنے بال بچے لیکر اور تم بھی اپنے بال بچے لیکر اسی میدان میں آجاؤ' اور مباہلہ کرتے ہیں پھر جو فریق جھوٹا ہوگا اللہ تعالی اسکو نیست و نابود کردیگا۔ اس وقت نبی پاک صی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں حضرت امام حسنؓ اور بائیں ہاتھ میں حضرت امام حسینؓ کو پکڑا۔ اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ تو میری کملی کا دامن پکڑ لے اور حضرت علیؓ کو حکم دیا کو حضرت فاطمہؓ کی چادر تطہیر کا پلو پکڑ لے۔ اہل بیت کا نورانی قافلہ توحید خداوندی ی روشن دلیل بن کر عیایئوں کے ساتھ مباہلہ کیلئے روانہ ہوا۔آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علہی وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ جب نبوت کے گھرانے کے ان پاک نفوس کو عیسائیوں کے سردار اسقف نے دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھا کہ تحقیق میں ایسی نورانی صورتیں دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑوں کو حکم دیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں۔ اگر انہوں نے بدعا کردی تو قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی پیدا نہیں ہوگا۔ یہی وہ مقدس گھرانہ ہے جسے خداوند کریم نے تمام نجاستوں سے اور کثافتوں سے پاک کردیا

ہے۔ حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؓ تیرے اور میرے سوا جنابت کی حالت میں کوئی مسجد نہیں آ سکتا۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ اے علیؓ تیرا جسم میرا جسم، تیرا خون میرا خون، تیری روح میر روح۔

پھر فرمایا اے مسلمانوں میری اہل بیت تمہارے درمیان اس طرح ہے جیسے طوفان نوح میں کشتی۔ جو اس میں سوار ہو گیا تھا بچ گیا تھا اور جو سوار نہ ہوا پس ہلاک ہو گیا۔

الٰہی بحق بنی فاطمہؓ — کہ برقول ایمان کنی فاطمہؓ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست دامان آل رسول

اے مولیٰ مجھے تیری حمد و ثناء، عبادت و ریاضت پر کوئی ناز نہیں۔ مجھے اولاد فاطمہؓ کا صدقہ مرتے وقت کلمہ نصیب کیجو۔ اور اگر تو نے میری اس دعا کو شرف قبولیت نہ بخشا تو قیامت کے روز اہل بیت کا دامن پکڑ کر تیرے دربار میں آؤں گا۔

شیر خداؑ

آپکی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ اور والد کا نام عمران اور کنیت ابی طالب ہے۔ آپکی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ آپ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ بھی ہیں اور امام المتقین بھی، شیر خدا بھی ہیں اور مشکل کشاء بھی ہیں۔ آپ لافتیٰ اِلاَّ عَلِیٌ لا سَیفَ اِلاَّ ذُوالفقار بھی ہیں اور داماد رسول ﷺ بھی نہیں۔ آپ نفس رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور شوہر قبولؓ بھی۔

کیسے را میسر نہ شدایں سعادت

بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

قیامت تک کوئی فرزند عظیم سے عظیم تر ایسا نہیں ہو گا۔ جو پیدا بیت اللہ شریف میں ہو اور جامع مسجد کوفہ میں شہید ہو۔ یعنی پیدا بھی اللہ کے گھر اور شہادت بھی اللہ کے گھر میں۔ ہاں البتہ مسجد میں عوام الناس کو شہادت تو ممکن ہو گئی ہے۔ کیونکہ اب مسجد میں نمازیوں پر برسٹ کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو اپنی پہچان عطا کرے اور ہدایت نصیب کرے۔ آمین۔ اوران کا بھلا بھ یہو کہ ان کے اس فعل سے مسجدوں میں شہادت تو ممکن ہوئی، لیکن کعبہ میں ولادت ہنوز ناممکن است۔

وہ صرف اور صرف حضرت علی کرم اللہ وجہ، جیسی ہستی کے شایان تھی۔

وہ راز دار خفی جلی ہے — جدھر بھی دیکھو علیؓ علیؓ ہے

گواہ مدینے کی ہر گلی ہے — جدھر بھی دیکھو علیؓ علیؓ ہے

خاتون جنت سلام اللہ علیہا

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیٹی الاولیا رضی اللہ عنہ کی محترم زوجہ، حسنین کریمینؓ کی معزز خاتون جنت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک، ساری رات اللہ تعالی کی بارگاہ میں کھڑی ہو کر نوافل ادا کرنیوالی، اہل بیت اطہار کی عزت سلطنت اسلام کی مقدس شہزادی، چادر تطہیر کی مالکہ، جس نے نرم و نازک ہاتھوں سے چکی پیس کر اور قرآن پاک کی لوریاں سنا کر اپنے شہزادوں کو پالا۔ جسکی زندگی مطہرہ میں حضرت علیؓ کیلئے دوسری شادی ممنوع تھی۔ جب حضرت فاطمۃ الزہراؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور علیہ السلام کھڑے ہو کر آپؓ کا استقبال فرماتے اور آپؓ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی کی عزت افزائی کیلئے کھڑا ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ پوری کائنات کھڑی ہو جایا کرتی تھی جس کی عزت کی خاطر نبی پاک ﷺ کھڑے ہو جائیں نہیں نہیں بلکہ نبوت کھڑی ہو جائے تو اسکی عزت و عظمت و بزرگی، طہارت اور نفاست کا کیا مقام۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم تو یوں فرماتے کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ حضرت فاطمہؓ ہی کو جنت کی عورتوں کی سردار ہونے کا منصب ملا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم مبارک حسن، کنیت ابو محمد، القاب سبط اکبر، حلیم، کریم، زاہد اور طیب ہیں۔ آپؓ کی ولادت باسعات 15 رمضان المبارک 3ھ شنبہ کو ہوئی۔ جب حضور علیہ السلام کو اپنے نواسے کی ولادت کی خبر ہوئی تو آپ خوشی اور مسرت سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بچے کو اسکی جھولی میں ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچے کا کیا نام رکھا ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی اسکا نام تجویز فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ رب العزت بچے کا نام رکھے گا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم اللہ تعالی نے بچے کا نام حسن رکھا ہے اگر دونوں شہزادوں یعنی حسنین کریمینؓ کو اکٹھا کرلیا جاتا تو عکس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت امام حسنؓ سینہ سے اوپر اور حضرت امام حسین سینہ سے نیچے پاؤں تک شبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین دونوں شہزادوں کو اکٹھا دیکھ اپنی پیاس بجھا لیا کرتے تھے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

شاہ ہست حسینؓ بادشاہ ہست حسینؓ

دین ہست حسینؓ دین پناہ ہست حسینؓ

سردار نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاَ اِلہَ ہست حسینؓ

(خواجہ غریب نواز)

آپ کا نام پاک حسنین اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ لقب ذکی، شہید اکبر، طیب، سبط اللہ، تابع، لمر صاۃِ اللہ اور دلیل علی ذاتِ اللہ ہے۔

حضرت ام فضل رضی اللہ علیہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج رات میں نے بہت خوفناک خواب دیکھا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے آپنے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کٹا ہوا اپنی یگود میں دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اچھا خواب ہے۔ انشاء اللہ میری فاطمہ کے گھر بیٹا پیدا ہو گا۔

اِمّ فضل فرماتی ہیں کہ ایسا ہی ہوا امام حسنؓ پیدا ہوئے اور میری گود میں آئے پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ عنقریب میری امت میرے اس بچے کو شہید کردے گی۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس مقام شہادت کی سرخ مٹی بھی لا کر دی ہے۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی ولادت با سعادت پر جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے مبارک باد بھی لائے۔ اور ساتھ اظہار غم بھی کیا اسوقت حضور علیہ السلام امام حسینؓ کے گلا مبارک چوم رہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس گلے کو آپ پیار سے چوم رہے ہیں اس گلے پر خنجر چلے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بچہ راہ خدا میں شہید ہوگا۔ یہ سرخ مٹی جائے شہادت کی ہے۔ جب تک دنیا قائم رہے گی امام پاکؓ کا نام زندہ و تابندہ رہے گا۔ اس لیے نہیں کہ وہ نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لیے نہیں کہ وہ جگر گوشہ قبول ہیں۔ اس لیے نہیں کہ وہ نور نگار علی المرتضیٰؓ ہیں۔

یہ تمام رشتے اپنی جگہ محترم، معظم ومکرم ہیں۔ مگر آپؓ کا نام اس لئے زندہ رہے گا

اسکی ہمت پر علی شیر خدا کو ناز ہے
اس نواسے پر محمد مصطفیٰ کو ناز ہے
سجدے تو سب نے کیے پر اسکا نیا انداز ہے
اس نے وہ سجدہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے

اللہ رب العزت کو اس سجدہ پر ناز کیوں نہ ہوتا' کیونکہ اسکی بارگاہ میں سجدہ فرش والے بھی کرتے ہیں اور عرش والے بھی کرتے ہیں۔ حوریں' غلمان اور ملائکہ حتیٰ کہ زمین سے آسمان تک جو بھی مخلوق خدا ہے' وہ اپنی زباں حال سے اسکی تسبیح و تہلیل میں ہمہ وقت مصروف و مشغول ہے۔ عرش عظیم کے سائے تلے سجدہ کرنا آسان ہے۔ جنت کی پر کیف فضاؤں میں حمد و ثناء کرنا بہت آسان ہے۔ مسجد کے حجروں میں پہاڑوں کی غاروں میں سجدے کرنا آسان ہے لیکن جواں سال بیٹے کی لاش پر گھوڑے دوڑتے دیکھ کر معصوم علی اصغر کے حلق میں تیر پیوست ہوتا دیکھ کر' بھائی عباسؓ کے بازو قلم ہوتے دیکھ کر' عون محمدؓ کی لاش کو تڑپتا ہوا دیکھ کر' جوان قاسمؓ کی جوانی کٹتا دیکھ کر' اور پھر اپنے جسم پاک میں سینکڑوں تیر کھانے کے بعد کرب و بلا کی تپتی ہوئی ریت پر بارگاہ خداوندی میں سجدہ کرنا صرف اور صرف امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہی ذات گرامی کا کام ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری دنیا اپنا سب کچھ راہ خدا میں خیرات کر دیا۔ آپؓ نے اسلام کی عظمت کی خاطر اور اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی سربلندی کیلئے خداوند قدوس کی طرف سے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے قرآن کی عظمت و عزت کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تو پھر کیوں نہ کہیں۔

کمال حسین رضی اللہ عنہ

نماز عشق میں سر کو کٹایا حسینؓ نے
اپنے نانا کے دین کے بچایا حسینؓ نے

سارا کنبہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرا دیا
اور علی اصغر کو اپنے ہاتھوں میں کُہا یا حسینؓ نے

کی نہیں پرواہ حضرتؓ نے لاڈلوں کی
دین کی خاطر سب کچھ لٹایا حسینؓ نے

معصوم سے کھلے تھے گلستان علیؓ کے پھول
میدان کربلا میں ان کو بکھرایا حسینؓ نے

کر نہیں سکتا تعریف حسینؓ تو اے فرید
ہم سب کو اپنی آغوش میں چھپایا حسینؓ

(عطا فرید)

قرآن پاک تو مسلمان بھی پڑھتے ہیں' مسجدوں' منبروں' جلسہ گاہوں اور گھروں میں مگر جس طرح قرآن نیزے کی نوک پر چڑھ کر حضرت عالی مقام رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا اسکی مثال نہ اس پہلے ملتی ہے اور نہ قیامت تک ملے گی۔

آج فقیر صابری کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس عظیم المرتب ہستی کے دراقدس کی حاضری نصیب ہوئی۔ واہ ری قسمت تو نے بندہ ناچیز کو کس آستانہ پر لا کھڑا کر دیا ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ میری غلطیاں اور کوتاہیاں ایک طرف مگر حضور امام حسین رضی اللہ عنہ کی چوکھٹ کا جو بوسہ میں نے دیا میری بخشش کیلئے کافی ہے۔ میری اس بات پر شاید کسی کو اختلاف ہو مگر مجھے اس سے کیا میں نے جو محسوس کیا تحریر کر دیا۔

اے رب العالمین میں تیری بارگاہ میں دست دعا دراز کرتا ہوں کہ حضرت امام پاکؓ کے در اقدس کی حاضری میرے اور میرے اہل خانہ کیلئے توشۂ آخرت بنا دے۔ آمین ثم آمین

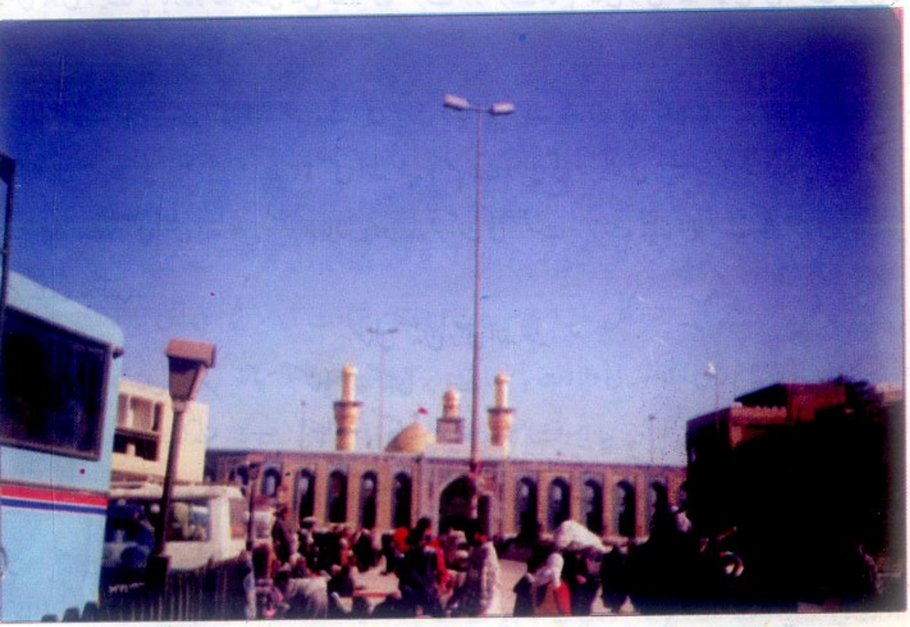

حضرت امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کربلا معلی

آپ کا مزار شریف باہر سے بالکل ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے۔ مزار کے احاطہ کے چاروں اطراف میں سڑکیں ہیں۔ دیورایں بیس سے پچیس فٹ اونچی ہیں۔ مرکزی دروازہ بھی قلعہ کے دروازے سے کسی طور بھی کم نہیں۔ جس پر ایک کتبہ نصب ہوا ہے جس پر لکھا ہوا ہے، السلام علیك یا صبغته الله ۔ دروازے کے بیرونی حصہ پر دو بڑے مینار بنے ہوئے ہیں ۔ مرکزی دروازہ پر ڈیوڑھی نما برآمدہ ہے۔ جس میں سے گزر کر

ہم مزار کے احاطہ میں چلے گئے۔ احاطہ کافی کھلا ہے مزار شریف احاطہ کے وسط میں واقع ہے۔ اطراف میں پچاس پچاس فٹ تک جگہ ہے۔ جسے صحن ہی کہا جاسکتا ہے۔ بیرونی دیواروں کے ساتھ بھی برآمدے بنے ہوئے ہیں جن پر بہترین نقش و نگاری کی ہوئی ہے۔ مزار شریف کا گنبد بھی بہت خوبصورت ہے جس کے اوپر سونے کا خول چڑھا ہوا ہے۔ اس سے ملحق ایک گھڑیال بھی ہے۔ پھر ہم مزار شریف میں داخل ہوئے۔ اندورنی حصے پر بیحد خوبصورت کام کیا ہوا ہے، شیشے سے ایسی نقش و نگاری کی ہوئی ہے کہ تعریف کیے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ ضریح مبارک سونے کی بنی ہوئی ہے۔ مزار کے احاطہ میں ایک جانب ایک جگہ گنج شہیداں کے نام سے مشہور ہے، جہاں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت حر بن ریاحؓ اور اوز دیگر شہیدان کربلاؓ کی قبور ہیں وہاں تمام جگہوں پر حاضری دی اور دعائیں مانگیں۔ آپ کے مزار شریف سے کچھ فاصلے پر مقام بی بی زینب سلام اللہ علیہا ہے یہ ایک ٹیلا ہے جہاں سے بی بی صاحبہ واقعہ کربلا کا منظر ملاحظہ کرتیں تھیں۔

جائے مبارک حضرت زینب سلام اللہ علیہا کربلا معلیٰ

اسے اب خوبصورت بشکل درگاہ محفوظ کیا ہوا ہے۔ اس پر سفید رنگ کیا ہوا ہے۔ اس کے اندورنی حصوں پر شیشے کا بہترین کام کیا ہوا ہے جو فن تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پھر وہاں سے ہم حضرت غازی عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے مزار اقدس کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ کا مزار شریف حضرت عالی مقامؓ کے مزار شریف کی عکاسی کرتا ہے۔ بڑی بڑی بلند قلعہ نما دیواریں احاطہ کے چاروں اطراف میں ہیں۔ احاطہ کے تین دروازے ہیں، مرکزی دروازہ کسی قلعہ کے دروازہ کی شبیہہ ہے، اس پر ایک کتبہ نصب ہے جس پر

غازی عباس علمدار رضی اللہ عنہ (کربلا)

لکھا ہوا ہے ،السلام علیک یا ابو الفضل عباس قمر بنی ہاشم۔مرکزی دروازہ پر دو بلند مینار ہیں ۔مزار شریف داخلی دروازہ کے بالکل سامنے ہے۔ جس کے اطراف میں کافی کھلی جگہ ہے ،مزار شریف کا گنبد بہت خوبصورت اور قدرے بلند ہے جس کے ساتھ ایک گھڑیال بھی ہے۔ مزارشریف کا داخلی دروازہ سونے اور چاندی کے بیل بوٹوں سے مزین ہے۔ضریح مبارک سونے کی بنی ہوئی ہے اور مزار شریف کے اندرونی جانب بہترین نقش و نگاری کی ہوئی ہے۔ ان دنوں کربلا معلٰی میں مختلف ممالک سے زائرین کے وفود آئے ہوئے تھے اس لئے بے تحاشہ رش تھا۔ خصوصاً عورتوں کا تو کوئی حساب نہ تھا۔ان تمام مقامات کی زیارتوں کے بعدواپس ہوٹل میں آگئے صبح کا ناشتہ تقریباً گیارہ (۱۱) بجے واپس ہوٹل میں ہی آکر کیا۔اور اپنے قافلہ سالار سے پروگرام طے کیا۔ قافلہ سالارعمران نے ہمیں بتایا کہ مورخہ نو (۹) مارچ بروز جمعۃ المبارک قافلہ نجف اشرف حضور سیدنا و مولانا سرکار علی المرتضیٰ شیر خدا و دیگر آئمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی درگاہوں پر جائیگا۔فقیر صابری ،تنویر احمد ،مظہرالدین اور محمد علی بنگالی اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے چاروں افراد ایک علیحدہ گروپ کی شکل میں رہے۔مگر محمد علی بنگالی اپنی خصلتوں کے اعتبار سے کچھ اچھا انسان نہ تھا اللہ ہدایت عطا کرے۔اگر اس کے متعلق ہمیں پہلے علم ہوجاتا تو ہم اسے کبھی بھی ساتھ نہ ملاتے۔بہرحال کربلا شریف سے واپسی کے بعد بغداد شریف جانے کے لئے ایک ٹویوٹا ہائی ایس کرایہ پر لی۔ ایک بات کا یہاں خاص طور پر ذکر کرتا چلوں کہ عراقی حکومت ہر قافلہ کے ساتھ دو گائیڈ بھیجتی ہے جس

کا خرچہ قافلہ خود برداشت کرتا ہے۔آپ نے جہاں بھی جانا ہو وہ آپ کے ساتھ رہے گا وہ آپ کو گائیڈ بھی کرے گا اور آپ کی حرکات وسکنات کو بھی نوٹ کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لہذا ہمارے ساتھ بھی ایک گائیڈ بھیج دیا گیا اس کا نام حسن تھا۔ سرجیا نامی ایک ہوٹل کے ایک کمرہ میں مجھے اور تنویر احمد کو اور دوسرے میں مظہر الدین اور محمد علی بنگالی کو جگہ ملی ۔تنویر احمد عربی زبان پر عبور رکھتا ہے۔ اس نے کربلا سے بغداد شریف آتے ہوئے راستہ میں ہی حسن سے زیارات کا پروگرام بنایا۔جس میں موصل ،بصرہ، بابل ،کوفہ، نجف اور کربلا شامل تھے۔ان ساری زیارات کے لئے ہم نے ایک گاڑی دو سو(۲۰۰) ڈالر کرایہ پر حاصل کی۔ تقریباً بارہ (۱۲) بجے گاڑی طے کر کے ہم واپس ہوٹل میں آگئے سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے سو گئے ۔ تین (۳) بجے اٹھے ۔ نہائے اور کپڑے پہن کے حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لا مکانی قدس سرہ العالیٰ کے مزار انوار کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ہوٹل جس میں ہم ٹھہرے تھے وہ حضورؒ کے دربار پرانوار کے بالکل قریب تھا۔ لہذا آنے جانے کی دقت نہ تھی۔ جوں جوں درگاہ غوث اعظمؒ کے نزدیک ہوتے جارہے تھے مدت سے پیاسی نگاہوں اور تڑپتے دل کی دھڑکن میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ درگاہ شریف کے صدر دروازہ پر پہنچے ،یہ دروازہ لکڑی کا بنا ہوا ہے جس پر شیشم رنگ کیا ہوا ہے۔بوسہ دیا اور اندر داخل ہوئے ،تھوڑا سا آگے جا کر بائیں جانب ایک اور دروازہ ہے۔مزار شریف اصل میں سطح زمین سے ڈیڑھ سے دو فٹ گہرائی میں ہے ،اندر

ضریح مبارک حضور غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی بغداد شریف

داخل ہوئے۔ جوتے سنبھالنے کی جگہ تھی ۔ جوتے اتار کر وہاں رکھے ۔احاطہ زیادہ کھلا نہیں مزار شریف پندرہ فٹ مربع پر محیط ہے۔بالکل سامنے درگاہ شاہ جیلانی ؒ ہے،مزار تقریباً پینتیس چالیس فٹ اونچا مگر خوبصورت بناوٹ کا حامل ہے۔گنبد پر سفید اور نیلے رنگ کی ٹائلیں لگی ہوئی ہیں جو بیحد بھلی لگتی ہیں ۔ چکور عمارت پر بنی مزار کی چوکھٹ کو بوسہ دیا ۔ جس میں حضرت آقا و مولا پیران پیر پیر دستگیر سرکار غوث پاک ؒ کی قبر انور ہے۔ضریح مبارک سٹیل کی بنی ہوئی ہے جس سے قبر شریف کی زیارت بخوبی کی جاسکتی ہے، جالی مبارک کو تھام کر سر اس سے لگا دیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب امڈ آیا ۔اور تو مجھے کچھ یاد نہیں بس ایک فقرہ میری زبان پر بے ساختہ جاری ہو گیا ۔

یا شاہ جیلانی پاد مے خیر منگتی نوں

کافی دیر تک رقت طاری رہا۔ پھر ایسا محسوس ہوا جیسے میرے غوث جلیؒ نے کرم فرما دیا ہو ۔ آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے ۔ کافی دیر تک درگاہ پر بیٹھے رہے ۔ اسی اثناء میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ نماز کے وقت درگاہ غوثؒ کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے تا کہ نماز ادا کر لی جائے۔ نماز مغرب کے لئے ملحقہ مسجد میں چلے گئے۔ مسجد کافی کھلی ہے چار پانچ ہزار نفوس بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔مسجد کا ایک مینار ہے۔مسجد کی چھت پر ایک کم بلند چپٹا سا گنبد ہے۔گنبد کے اصل رنگ کا تو علم نہ ہو سکا البتہ اس پر سبز رنگ کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔مسجد انتظام اور خوبصورتی کے لحاظ سے بہت اعلیٰ نمونہ ہے۔نماز مغرب ادا کی اور پھر درگاہ میں واپس آ گئے ۔جہاں نماز عشاء تک بیٹھے رہے ۔میں تو حضورؒ کا نام نامی اسم گرامی **یــــا حضــرت سلطان سید شیخ عبد القادر جیلانی شئ لله امدد فی سبیل لله** پڑھتا رہا۔ اپنے دل کی تمام حسرتیں دور کیں ۔ بے شمار دعائیں مانگیں اور عشاء کی نماز کے بعد درگاہ کے خادم سے ملے۔ صبح عید تھی ۔درگاہ شریف کا خادم ایک افغانی تھا ۔ اردو بڑی روانی سے بولتا تھا اس نے بتایا کہ صبح بہت رش ہو گا اگر پانچ بجے سے پہلے نہیں پہنچو گے تو مسجد میں جگہ نہیں ملے گی لہذا پریشانی سے بچنے کے لئے جلدی آنا۔ پھر ہم واپس ہوٹل آ گئے۔علی الصبح تقریباً چار بجے اٹھے ۔غسل کیا اور پونے پانچ بجے مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ درگاہ کا دروازہ بند تھا۔چوکھٹ کو ہی بوسہ دے کر مسجد میں آ گئے۔ میں تو نفل ہوٹل میں ہی پڑھ کر گیا تھا لیکن دوسرے ساتھیوں نے مسجد میں جا کر نوافل ادا کئے۔ صبح کی اذان ہوئی اور خاص عربی زبان میں تکبیریں پڑھی جانے لگیں۔نماز فجر کا وقت ہوا۔ نماز ادا کی ۔اس کے بعد نماز عید صبح سات (۷) بجے ادا کی۔ مولانا صاحب نے خاص عربی لہجہ میں خطبہ دیا اور دعا کی۔ فراغت نماز کے بعد درگاہ شریف جانے ارادہ کیا لیکن رش بہت زیادہ تھا اسلئے درگاہ شاہ جیلانی ؒ کے اندر جانے کا موقع نہ مل سکا۔ روضہ پاک کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کی ۔ خادم صاحب درگاہ نے کہا تھا کہ رش زیادہ ہونے کی وجہ سے اکثر جیبیں کٹ

جاتی ہیں لہذا ہم نے درگاہ شریف کے اندر جانے کی جسارت نہ کی ۔ حسرت بہت تھی کہ چوکھٹ ہماری نظروں سے الگ نہ ہو لیکن چاروناچار ہمیں واپس ہوٹل آنا پڑا۔ یہ جیبیں کاٹنے کے عمل سے ہم ہرگز پریشان نہ ہوئے کیونکہ یہ تو ہر جگہ ہوتا ہے۔ یہ بد بخت لوگ تو خانہ کعبہ میں بھی معاف نہیں کرتے۔ بہر حال اللہ ہدایت عطا فرمائے۔ پھر ہمارا پروگرام موصل جانے کا بن گیا ۔ موصل بغداد سے تقریبا سات سو(۷۰۰) کلومیٹر دور شمال کی جانب ترکی کے بارڈر پر واقع ہے۔ ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد ہم گاڑی میں سوار ہوئے ۔ گائید حسن بھی ہمارے ساتھ تھا۔ اور گاڑی سوئے موصل چل پڑی۔ تقریباً سو(۱۰۰) کلو میٹر کے بعد دائیں ہاتھ گنبداور مینار نظر آئے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ سامرہ ہے۔ یہاں امام علی نقی اور حسن عسکری رضوان اللہ علیہم کی قبور ہیں ۔

ان مزارات کی زیارت کا واپسی پر پروگرام بنا۔ بغداد شریف سے لیکر موصل شہر تک اس روڈ پر صرف دو شہر واقع ہیں ۔ ایک کا نام صلاح الدین تقریطؒ اور دوسرے کا نام بیجی ہے ۔ بالآخر ہم موصل پہنچے ۔ موصل سر سبز و شاداب سرزمین کا شہر ہے۔ ساحت عشور شارع موصل پر حضرت یونسؑ نبی اللہ کا مزار ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام کا مزار شریف (موصل)

یہ مزار کافی اونچائی پر بنا ہوا ہے مزار شریف پر پہنچے اور مزار کے احاطہ میں داخل ہوئے تو بائیں ہاتھ نیچے سیڑھیاں اتر کر وضو اور استنجاء کا الگ الگ انتظام ہے۔ وضو کیا اور مزار شریف پر حاضری کے لیے دوبارہ راہداری کی مدد سے پہلے مزار سے ملحقہ مسجد میں آگئے اور وہاں سے ایک اور رستہ سے سیڑھیاں اتر

کرمزار شریف پر پہنچے۔ مزار شریف محل وقوع کے اعتبار سے کوئی دس مربع فٹ پر محیط ہوگا ،پرانی طرز کا اونچا تکونی گنبد اور اس سے ملحقہ ایک بلند مینار ہے۔مزار شریف میں داخل ہوئے ،اندورنی جانب پرانی طرز نقش و نگار دیکھنے کو ملے۔ قبر شریف پر ضریح مبارک سٹیل کی بنی ہوئی ہے۔وہاں حاضری دی اور دعائیں مانگیں ،زائرین کا رش بہت زیادہ تھا،پھر ہم خادم درگاہ شریف سے ملے جنہوں نے ہمیں سبز رنگ کے کپڑے کے خصوصی تبرک سے نوازا،تب ہم دوبارہ مسجد کے احاطہ میں آ گئے ،اور نماز ظہر ادا کی۔مسجد عام تعمیر پر مبنی ہے ۔ایک بات جو خاص مزے کی تھی کہ میں نے صابری لباس پہنا ہوا تھا۔ (یعنی چادر، کرتہ، صابری پگڑی اور پاؤں میں کھسہ)میرا لباس اور خصوصا کھسہ ایران اور عراق کے لوگوں کے لیے ایک عجوبہ تھا۔ہر مرد و زن ،بچہ و بوڑھا میری طرف بڑی حیرت سے یوں دیکھ رہے تھے کہ جیسے میں نے کوئی جرم کیا ہو۔ہمارے ساتھ عراقی گائیڈ ہونیکی وجہ سے بچت ہوگئی ورنہ وہ ضرور میرا انٹرویو لیتے۔

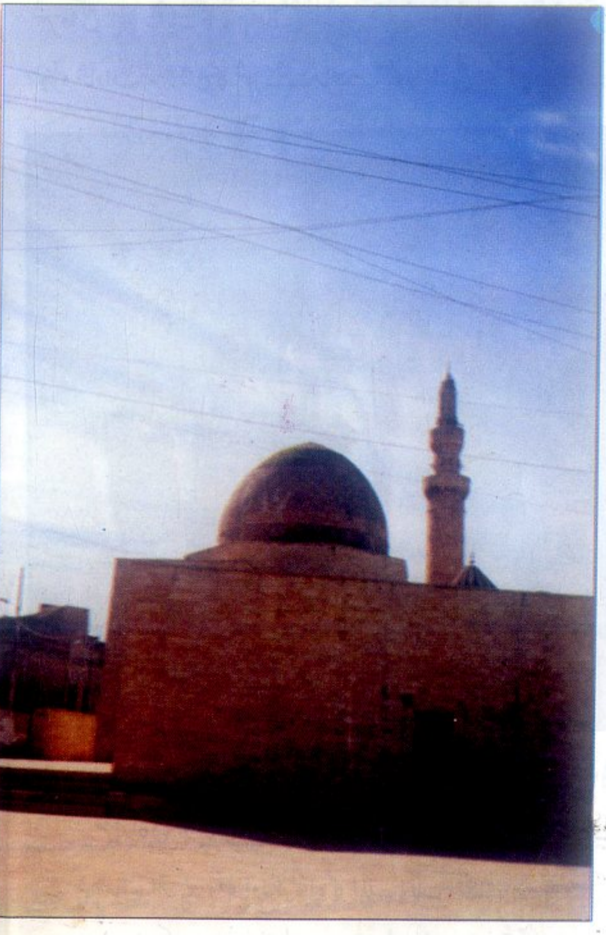

حضرت جرجیس علیہ السلام (موصل)

وہاں سے مسجد خضر علیہ السلام گئے وہاں نوافل ادا کیئے۔عام سی درمیانی رقبہ کی مسجد خاص انداز سے تعمیر نہیں کی گئی۔ اسکے بعد جرجیس علیہ السلام کے مزار شریف پر حاضری دی۔

آپؑ کے مزار کی ساخت کچھ اس طرح ہے کہ پرانی طرز کا گنبد

اور ایک مینار بنا ہوا ہے۔مزار کے ملحقہ ایک مسجد بھی تھی جسے نورالدین زنگی نے تعمیر کروایا تھا۔بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی یہ مسجد ایک الگ منظر پیش کر رہی ہے، مسجد میں نوافل ادا کیئے۔ پھر مزار شریف کے احاطہ میں داخل ہوئے۔قبر شریف موجودہ سطح زمین سے تقریبا

سات (۷) فٹ گہرائی میں واقع ہے، ضریح مبارک لکڑی کی بنی ہوئی ہے، حاضری دی او دعائیں کیں۔ پھر وہاں سے دریائے دجلہ کے کنارے حضرت یحیٰ ابو قاسم بن حسن بن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مزار شریف پر چلے گئے۔

ضریح مبارک حضرت یحیٰ بن حسن رضی اللہ عنہ (موصل)

مزار شریف کا احاطہ کافی کھلا ہے؛ یہ مزار بھی قدیم طرز تعمیر ہے۔ بڑے بڑے قدیم طرز کی کٹائی والے پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے، خوبصورت گنبد اور ایک مینار ہے۔ وہاں بھی نوافل ادا کئے اور دعائیں کیں۔

پھر گاڑی میں سوار ہو کر حضرت دانیال نبی اللہ علیہ السلام وتسلیم کے مزار پر حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ آپکا مزار شریف شہر کے گنجان آباد محلّہ میں ہے، گلیاں چھوٹی اور تنگ ہونے کی وجہ سے گاڑی مین روڈ پر ہی کھڑی کرنا پڑی اور پیدل حضور نبی اللہؑ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ صدیوں پرانی طرز تعمیر پر بنی آپ کا مزار شریف اٹھارہ سے بیس فٹ تک بلند ہے، جس پر سبز گنبد بھی پرانی طرز کا بنا ہوا ہے۔ مزار شریف میں داخل ہوئے، آپؑ کی قبر مبارک بھی سطح زمین سے تقریباً دس (۱۰) فٹ گہرائی میں واقع ایک مقفل سرنگ میں۔ مگر ضریح مبارک اصل قبر شریف پر نہیں بلکہ اوپری حصہ پر لکڑی سے بنائی ہوئی ہے۔ ہم تو آپؑ کی اصل قبر شریف کے پاس چلے گئے اور وہاں دعائیں کیں۔ اتنا سکون میسر آیا کہ وہاں سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا مگر معمول کی طرح یہاں بھی وقت کے ہاتھوں مجبور ہو کر آپؑ سے اجازت لی اور واپس

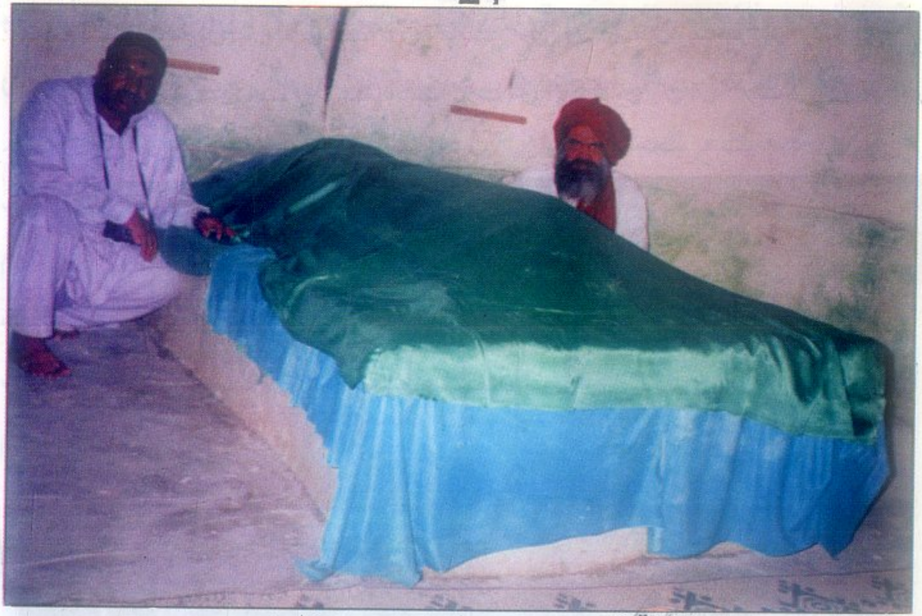

قبر شریف حضرت دانیال علیہ السلام (موصل)

لوٹ آئے۔

راستہ میں ایک جگہ ایک چھوٹا سا مزار شریف نظر آیا اس کی زیارت کیلئے وہاں بھی رکے مزار شریف کا دروازہ کھلوایا ۔ایک سات آٹھ سال کے بچے نے دروازہ کھولا ۔پھر اسکی والدہ بھی آگئی اس نے ہمیں بتایا

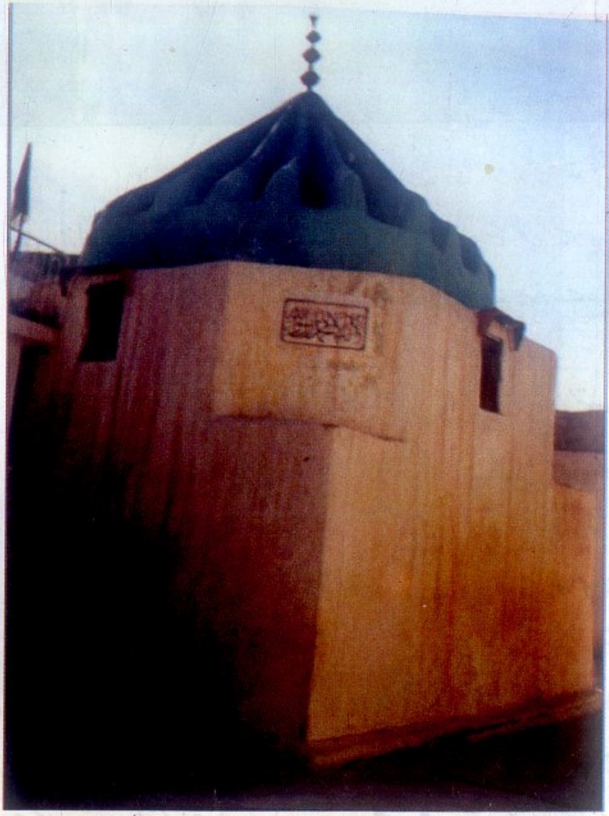

مزار شریف حضرت دانیال علیہ السلام (موصل)

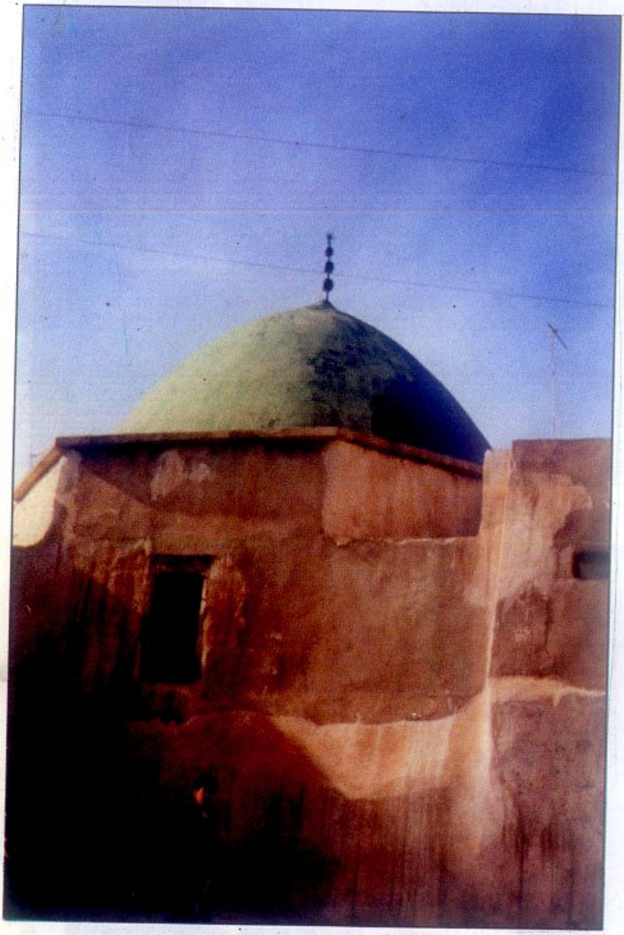

مزار شریف حضرت علی اصغر بن حسن علیہ السلام

کہ یہ مزار شریف ان کے کنٹرول میں ہے۔ جب مزار کے احاطہ میں داخل ہوئے تو کافی نیچے سیڑھیاں اتر کر مزار کے اصل احاطہ میں پہنچے تو پتہ چلا کہ یہ مزار شریف حضرت علی اصغر بن حسن بن علی پاکؓ کا ہے، آپ کا مزار شریف پرانی طرز کا کم بلند ہے ،جس کی اونچائی کوئی بیس بائیس فٹ ہو گی۔ زیارت کی جسے دیکھ کر بے حد سکون قلب حاصل ہوا۔ وہاں وقت عصر کے قریب گاڑی میں سوار ہوئے اور حضرت شیث علیہ السلام کے مزار اقدس کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے ۔نمازعصر کے وقت ہم وہاں پہنچے ۔مزار شریف کے احاطہ کے مین دروازہ سے احاطہ میں داخل ہوئے مزار شریف داخلی دروازہ کے بالکل سامنے مگر احاطہ میں بائیں جانب ہے،دائیں جانب مسجد ہے،جو بہت بڑی ہے ایک بڑا مینار اور ایک گنبد ہے ،گنبد پر خاکی رنگ کیا ہوا ہے۔اس کے برعکس مزار شریف پر کوئی گنبد نہیں ،ضریح مبارک لکڑی کی بنی ہوئی ہے جس پر سبز غلاف چڑھایا ہوا ہے۔ آپؑ کے حضور حاضری دی اور دعائیں مانگیں اور وہاں سے کھانے کے لیے ایک ہوٹل پہنچے کھانا کھایا اور واپس بغداد شریف کی جانب روانہ ہوئے۔

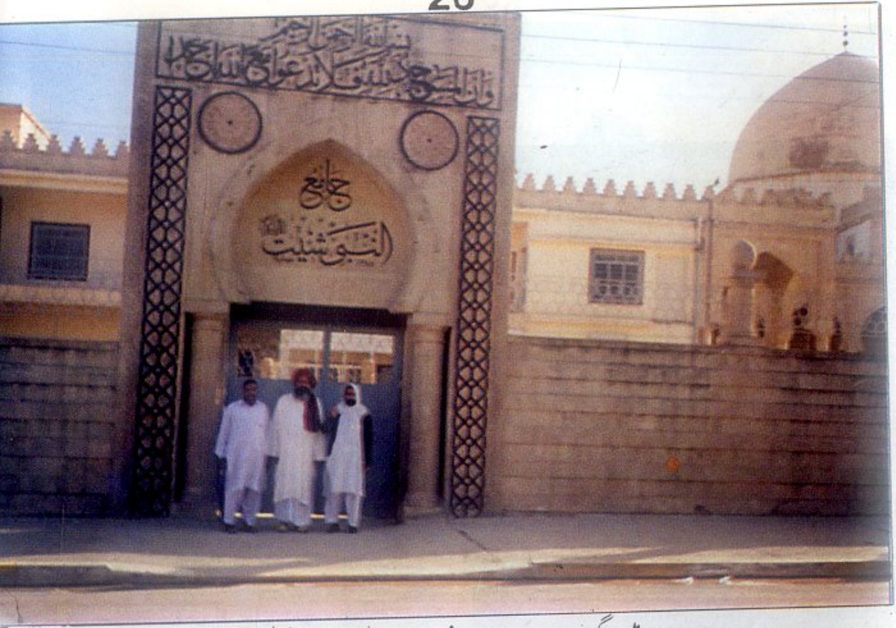

مین گیٹ مزار حضرت شیت علیہ السلام (موصل)

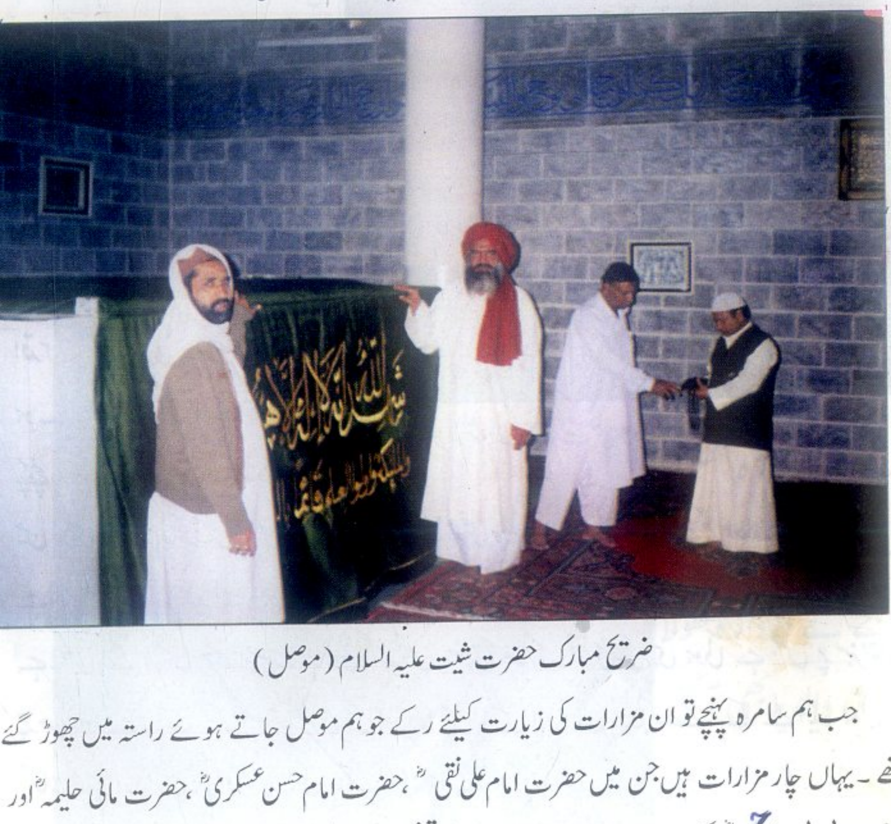

ضریح مبارک حضرت شیت علیہ السلام (موصل)

جب ہم سامرہ پہنچے تو ان مزارات کی زیارت کیلئے رکے جو ہم موصل جاتے ہوئے راستہ میں چھوڑ گئے تھے ۔ یہاں چار مزارات ہیں جن میں حضرت امام علی نقی ؓ ، حضرت امام حسن عسکری ؓ ، حضرت مائی حلیمہ ؓ اور حضرت بی بی نرگس ؓ کے مزارات ہیں ۔ یہ مزارات اہل تشیع کے زیر کنٹرول میں ہیں ۔ یہ تمام قبور ایک ہی

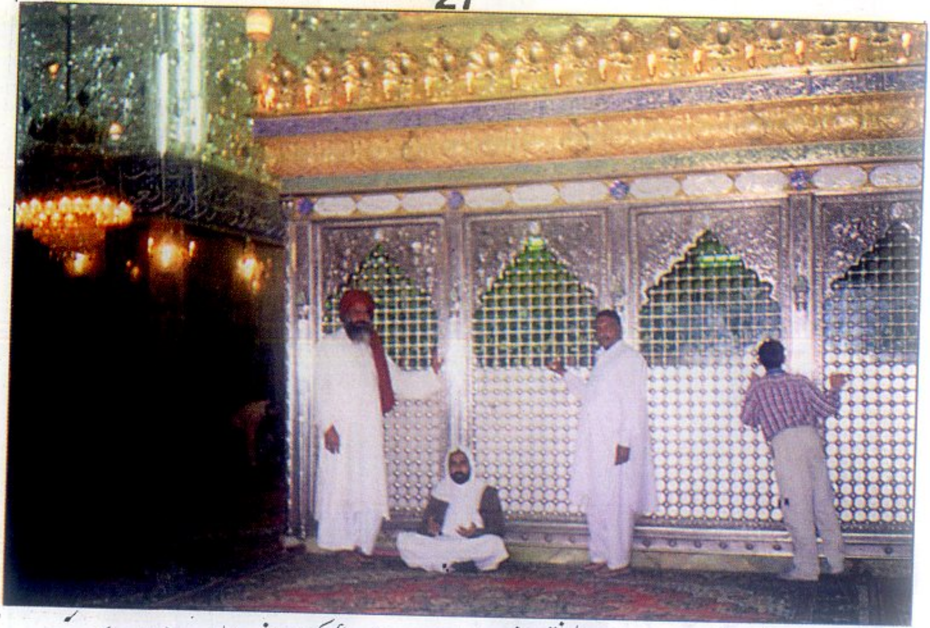

ضریح مبارک حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ و امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ (سامرہ)

گنبد تلے واقع ہیں ،گنبد سونے کا بنا ہوا ہے،مرکزی دروازہ پر دو بڑے اور بلند مینار ہیں۔اندورنی حصوں پر شیشے سے بہترین نقش و نگاری کی ہوئی ہے،مزار شریف کے اندر اور احاطہ میں جابجا برقی قمقمے لگے ہوئے ہیں۔ضریح مبارک سٹیل کی بنی ہوئی ہے دعائیں کیں اور وہاں سے واپس اسی سرجیا نامی ہوٹل میں رات دس (۱۰) بجے پہنچے ۔رات بھر آرام کے صبح مورخہ چھ(۶) مارچ بروز منگل بغداد شریف کے باقی مزارات مقدسہ کی زیارت کا پروگرام طے ہوا اللہ تعالیٰ احسن طریقہ سے حاضری نصیب فرمائے آمین۔

چونکہ ہمارا قیام بغداد میں تھا اس لئے ان مزارات پر جانے کیلئے ہمیں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی لہذا تقریباً ساڑھے تین (۳:۳۰) بجے سہ پہر سب سے پہلے ہم حضرت امام غزالیؒ کے مزار پر حاضری کے لئے گئے۔ خادم درگاہ امامؒ نے دروازہ کھولا جو مشرق کی جانب کھلتا ہے۔ مزار کے اندر داخل ہوئے،مزار خدّ وخال کے اعتبار سے زیادہ خوبصورت نہیں؛کم بلند اور حالات کی ستم ظریفی کا شکار ہوا ہے۔مین دروازہ سے دائیں جانب خادم درگاہ کی رہائش گاہ ہے ،مزار کے سامنے محرابی دروازوں والا برآمدہ تعمیر ہے،مزار شریف کی عمارت چوکور ہے،مزار شریف کے گنبد پر سبز رنگ کی ٹائلیں لگی ہوئی ہیں جن کی موجودہ حالت بہت خستہ ہے۔مزار کے بالکل سامنے ایک پھلواڑی بھی بنی ہوئی ہے جس میں موسمی پھول اور پودے لگے ہوئے ہیں ،آپ کے مزار اقدس پر حاضری دی ، فاتحہ پڑھی اور بے شمار فیوض و برکات سمیٹے۔ پھر نوافل ادا کرنے کے بعد وہاں سے مقتدادیہ کی طرف روانہ ہوئے جو بغداد سے جنوب مشرق میں ہے۔ جہاں

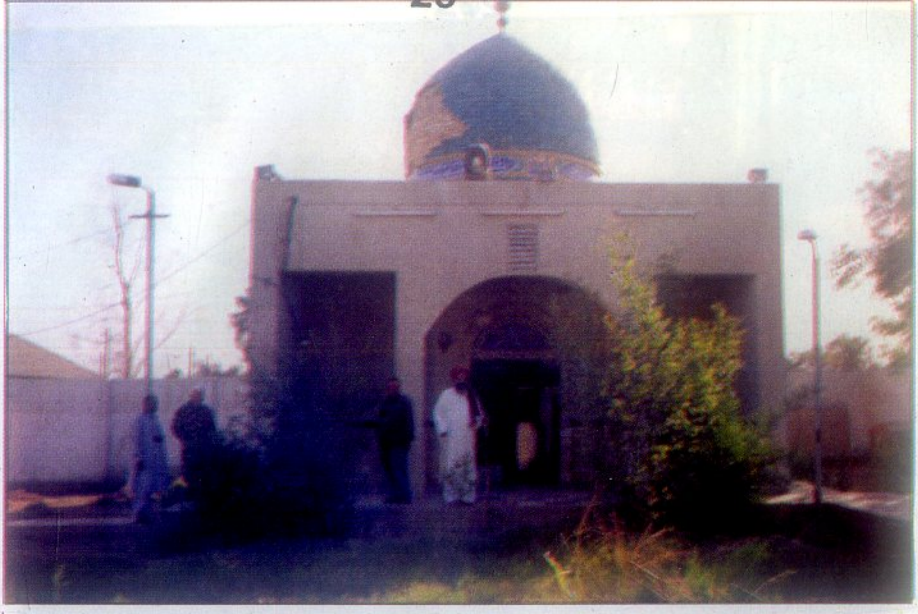

مزار شریف حضرت امام غزالی (بغداد شریف)

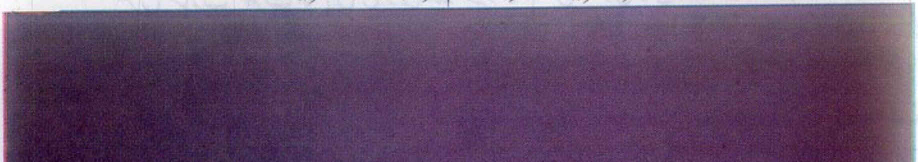

عاشق رسول ﷺ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

مولائے کائنات ﷺ کے پیارے صحابی اور عاشق رسول ﷺ حضرت خواجہ اویس قرنی ؓ کا مزار مبارک ہے۔دو گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ہم مقتدادیہ پہنچے۔سڑک پر ایک جگہ ایک بورڈ لگا ہوا پایا۔جس پر مرقد امام اویس ؒ لکھا ہوا تھا۔ہم نے وہاں سے گاڑی مرقد کی جانب جانے والے کچے راستہ پر موڑ دی

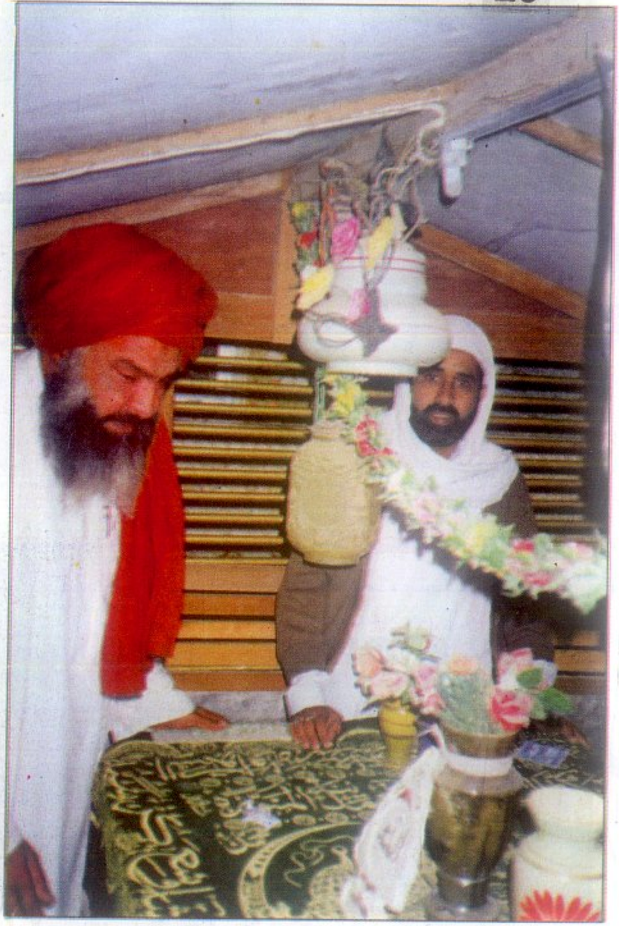

ضریح مبارک حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

۔تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک چھوٹی سی بستی نظر آئی۔ جہاں عاشق رسول ﷺ کا مزار مبارک ہے۔گاڑی سے اتر کر ہم مزار شریف کے مین دروازہ، جو مشرق کی جانب کھلتا ہے سے گزر کر احاطہ میں چلے گئے، رقبہ کے اعتبار سے مزار اتنا زیادہ کھلا نہیں مزار کی بلندی بہت کم ہے جو آپ کے عشق کے درجے کے مطابق آپ کے شایان نہیں۔عام الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ بناوٹ کے اعتبار سے بہت سادہ ہے۔ وضو کیا اور حضورؓ کی قبر انور پر حاضری دی۔اس بات کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ وہاں کے ہر مزار میں اصل قبر ایک ضریح نامی جالی نما خول میں ہوتی یہاں بھی ویسا ہی پایا گیا۔ تنویر احمد کی کاوش سے اس کو بھی کھلوایا گیا اور ہم حضرت امام اویس قرنیؓ کی قبر شریف کے پاس چلے گئے۔قبر شریف کو بوسہ دیا۔خواجہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنا پیار دیا کہ میں تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔کافی دیر تک ایسا ہی رہا۔ایک بات یہاں عرض کروں کہ یہ میرے اپنے جذبات ہیں جو بیان کر رہا ہوں۔نماز مغرب تک ہم وہاں رہے۔جی بھر کر حضور کے در کی زیارت کی اور نماز مغرب پڑھ کر واپسی کا قصد کیا۔گاڑی میں بیٹھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے خواجہؒ نے واقعی ہماری حاضری قبول کر لی ہو اور ہمارا پیٹ بھر دیا ہو۔کافی دیر تک رقت طاری رہا۔کسی اور طرف جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔مگر دوستوں کے اصرار پر ہم واپس بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ بغداد شریف پہنچے تو حضرت الحسن نوریؒ کے مزار شریف کی حاضری کے لئے چلے گئے۔آپ کا مزار بھی ایک محلّہ میں واقع ہے،اس جگہ دو مزار ہیں ایک آپؒ کا اور

دوسرا حضرت امام اعظمؒ کا جس کا ذکر آگے ہوگا، مزار شریف محل وقوع کے اعتبار سے زیادہ کھلانہیں ، گنبد اور مزار کی عمارت عام طرز تعمیر پر مبنی ہے، گنبد کے رنگ کے متعلق علم نہ ہوسکا کیونکہ یہ زیارت رات کے وقت نصیب ہوئی ۔وہاں کے خادم سے بھی ملاقات ہوئی اور مخصوص عربی زبان میں دف پر قوالی کا پروگرام سنا۔آپ کے متعلق ایک کرامت بھی سنی ،کہ جب آپؒ رات کو چلتے تو آپ کے چہرے مبارک سے ایک نور خارج ہوتا تھا جس سے راستے روشن ہو جایا کرتے تھے اسی لیے آپ کے نام کے ساتھ نوری لکھا جاتا ہے۔ پھر

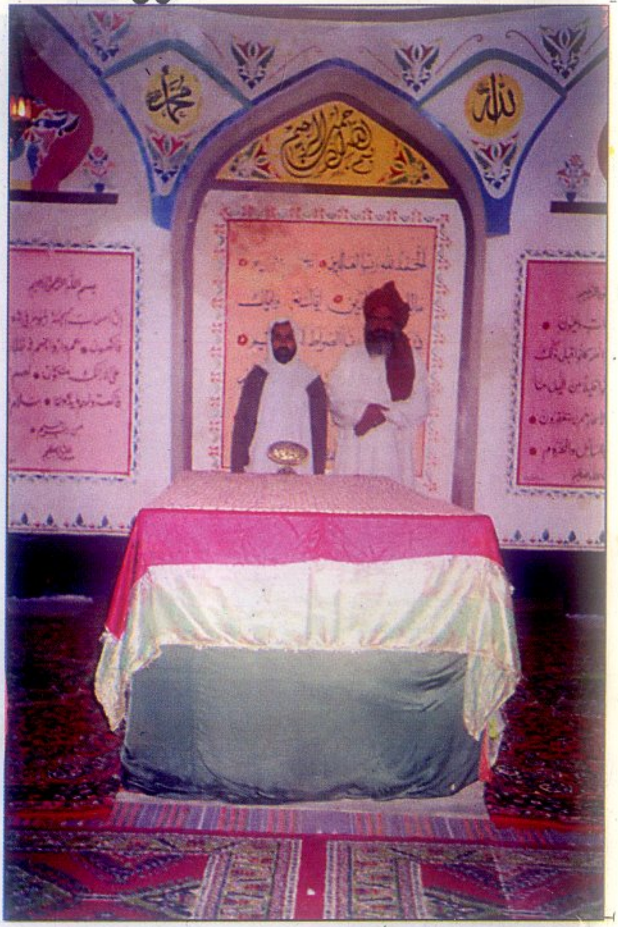

قبر مبارک خواجہ الحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ (بغداد شریف)

وہاں سے حضرت امام اعظم نعمان بن ثابتؓ المعروف امام ابو حنیفہؒ کے مزار اقدس کی طرف چل پڑے۔آپ کا مزار شریف مین سڑک پر واقع ہے۔مزار شریف پر پہنچے درگاہ کے خادموں نے دروازہ کھولا جو قلعہ نما جبکہ لکڑی سے بنا ہوا ہے، درگاہ شریف میں داخل ہوئے۔ درگاہ شریف قلعہ نما دیواروں میں گھرا ہوا ہے جن کے ہر کونے پر بلند مینار ہیں درگاہ شریف کا احاطہ بہت کھلا ہے آپ کے مزار کے علاوہ مسجد اور مدرسہ بھی ہے جہاں حنفی مسلک کی تعلیمات عام ہیں، آپ کا مزار شریف مرکزی داخلی دروازہ سے کچھ فاصلے پر ہے۔بیس فٹ مربع رقبہ پر محیط اور شیشے کے کام سے آراستہ ہے۔قبر مبارک پر ضریح کی دیواریں سٹیل کی اور چھت لکڑی کی بنی ہوئی ہے۔زیارت کی۔فاتحہ پڑھی اور مسجد میں آگئے ؛مسجد بہت وسیع اور خوبصورت ہے چھت پر ایک گنبد بھی ہے جس پر خاکی رنگ کا پتھر جڑا ہوا ہے جو بیحد خوبصورت ہے۔زیارت کے بعد واپس ہوٹل آگئے۔

ضریح مبارک امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ (بغداد شریف)

دوسرے دن کا پروگرام بصرہ ،کوفہ اور نجف اشرف جانے کا تھا۔ڈرائیور اور گائیڈ حسن ہمارے پاس ہی ٹھہر گئے۔ لہذا صبح تہجد کے وقت اٹھے نوافل ادا کئے اور بغیر ناشتہ وغیرہ کے ٹھیک پانچ (۵) بجے ہم گاڑی میں سوار ہو کر سوئے بصرہ نکل کھڑے ہوئے۔ دس (۱۰) بجے کے قریب ہم ناصریہ پہنچے۔صبح کا ناشتہ کیا اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ایک بجے دوپہر ہم بصرہ پہنچے۔سب سے پہلے ہم صحابیٔ رسول ﷺ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مزار شریف پر گئے۔ آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ آپ کے مزار شریف پر حاضری دی آپ کے مزار شریف کی تعمیر نو صدر صدام نے کروائی ہے۔آپ کا مزار آبادی سے الگ بصرہ کویت کے بارڈر پر واقع ہے۔ مزار شریف کا مین دروازہ بہت کھلا اور لوہے کا بنا ہوا ہے،جس میں سے گاڑی گزر جاتی ہے اور ہم بھی گاڑی سمیت مزار شریف سے ملحق احاطہ میں داخل ہو گئے۔داخلی دروازہ کے بائیں جانب وضو اور استنجا کا الگ الگ انتظام موجود ہے،استنجا خانوں میں چینی کی ٹائلیں لگی ہوئی ہیں،وضو کیا اور مزار شریف کے احاطہ میں آ گئے۔ مزار کے اطراف میں برآمدہ بنا ہوا ہے۔ مزار شریف کے گنبد پر سبز رنگ کی ٹائلیں لگی ہیں یا سبز رنگ کیا ہوا ہے۔ مزار میں داخل ہوئے اور آپ کے حضور حاضری دی ۔قبر شریف پر ضریح نہیں ہے بلکہ قبر کے ارد گرد سنگ مرمر کی جالیاں اور پلر لگے ہوئے ہیں۔ پھر مزار کے دائیں جانب واقع مسجد میں آ گئے جہاں ہم نے نماز ظہر ادا کی۔نماز کے لیے قالین بچھائے ہوئے ہیں،انتظام ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے۔

قصہ مختصر آپ کا مزار اور مسجد فن تعمیر کا شاہکار ہے۔حاضری کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر حضرت زبیر بن عوام ؓ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے ،آپ کا مزار بصرہ شہر کے وسط میں واقع ہے جس کا مین دروازہ شمال کی جانب ہے ۔مرکزی درازہ سے مزار شریف کے احاطہ میں آگئے مزار شریف کے ارد گرد چار دیواری ہے ،مزار شریف ابھی تعمیری مراحل طے کرہا ہے اس لیے تعمیری انداز بیان کرنا مشکل ہے۔ بہرحال آپ کا گنبد مکمل ہے جو مختلف رنگوں سے مزین ہے۔آپ کے مزار شریف کی حاضری دی ،دعائیں کیں اور نوافل ادا کیے۔پھرہم آفتاب سلسلہ چشتیہ حضرت خواجہ حسن بصری ؒ کے مزار پر انوار پر حاضری کیلیئے گئے ۔جو کہ تابعی بھی ہیں اورحضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے مرید بھی ہیں ۔آپؒ کا مزار شریف بصرہ کے سب بڑے قبرستان میں ہے۔قبرستان میں

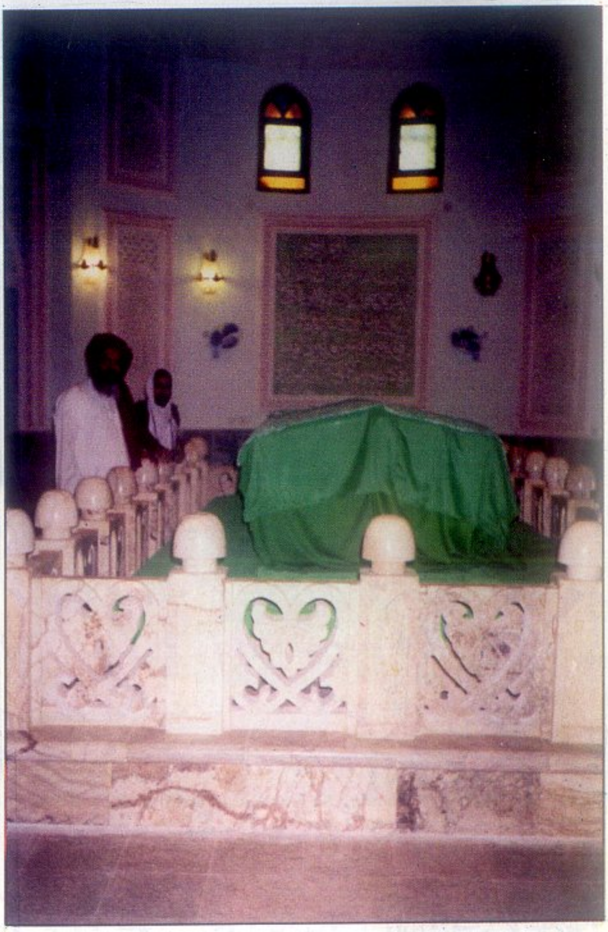

قبر مبارک حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (بصرہ)

جب داخل ہوں تو آپ کا مزار بائیں ہاتھ کچھ فاصلے پر ہے ،مزار شریف کا ایک ہی دروازہ ہے جو محرابی ہے۔ مزار شریف کا گنبد پرانی طرز کا ہے۔آپ کی قبر شریف پر ضریح نہیں ۔جبکہ ایک سبز رنگ کی چادر پوش ہے۔ میں تو قبر شریف پر سر رکھ کر کافی دیر تک بیٹھا رہا۔آپؒ کی قبر شریف کو بار بار بوسے دینے کے بعد مزار شریف سے باہر نکلے ۔گاڑی میں سوار ہوئے اور واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک جگہ رکے ۔معلوم ہوا کہ یہاں شجر آدم ؑ ہے۔ جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں دریائے دجلہ اور دریائے فرات اکٹھے ہوتے ہیں۔اس کے متعلق کچھ کہانی اس طرح ہے کہ حضرت آدم ؑ نے سب سے پہلے یہاں آرام کیا تھا۔واللہ اعلم بالصواب۔یہاں اور بھی درخت ہیں اسلئے

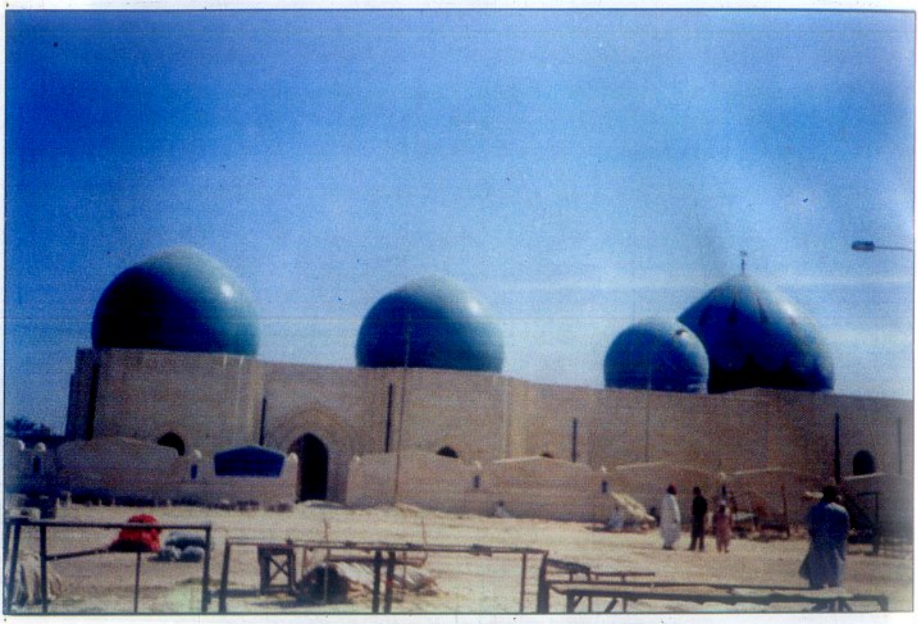

مزار شریف حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (بصرہ)

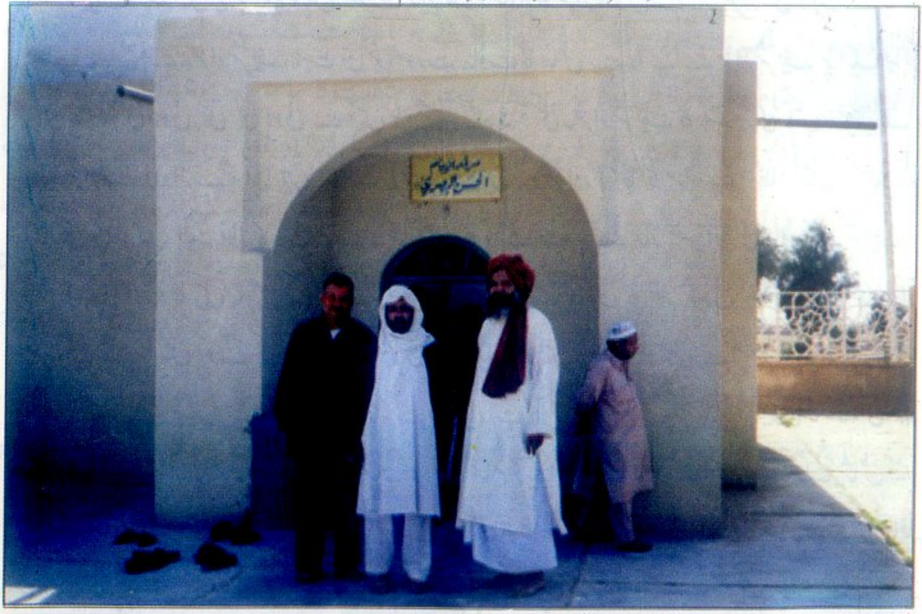

مزار مبارک حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ (بصرہ)

اچھے طریقے سے شناخت نہ ہوسکی کہ اصل درخت کونسا ہے کیونکہ درخت سوکھے ہوئے ہیں اور ان کی چھال بھی غائب ہے۔

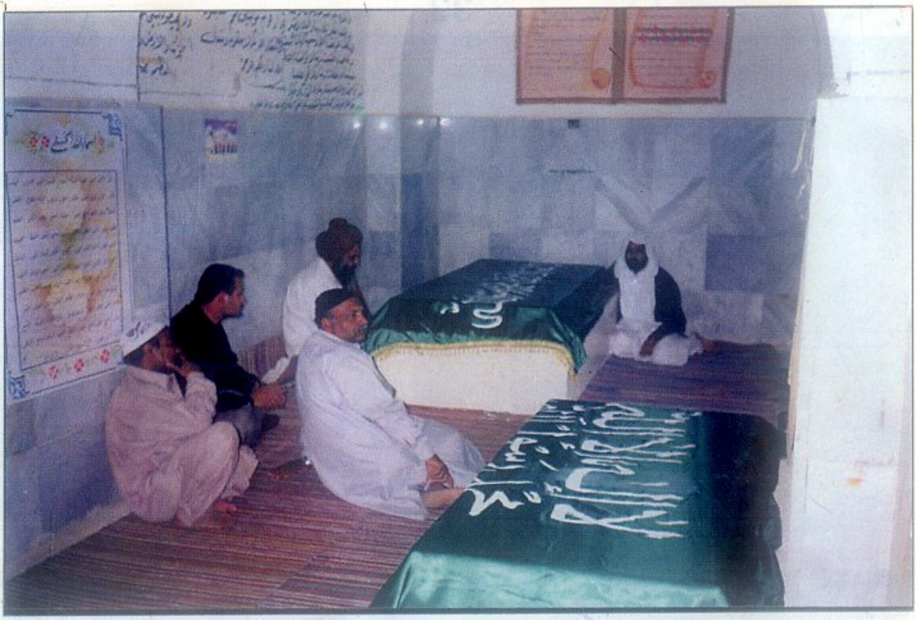

قبر شریف حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ (بصرہ)

اس کے بعد بستی عزیر پہنچے وہاں حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار اقدس ہے۔ یہ مزار بھی دجلہ کے بالکل کنارے واقع ہے۔ مزار شریف بہت ہی خوبصورت بناوٹ کا حامل ہے۔ آپ کے مزار شریف پر ایک عبرانی زبان سے لکھی ہوئی تختی لگی ہوئی ہے جس کی ہمیں سمجھ نہ آسکی۔ مزار شریف کا گنبد سبزی مائل نیلے رنگ کا ہے۔ مزار کے دروازے محرابی ہیں جو بہت خوبصورت ہیں۔ وضو اور استنجا کا مناسب انتظام نہیں۔ مسجد کے آثار تو موجود نہیں البتہ نماز کا انتظام ہے۔ نماز عصر کا وقت تھا ہم نے نماز عصر ادا کی۔ اور مزار شریف پر حاضری دی اور دعائیں مانگیں۔ اس کے بعد کربلا کی جانب واپسی کا سفر شروع ہوا۔ کھلی، کشادہ اور بغیر جمپ کے سڑکیں ہونے کی وجہ سے گاڑی کی رفتار ایک سو بیس (۱۲۰) کلومیٹر سے کم نہ ہوئی اور تقریباً دس (۱۰) بجے رات ہم کربلا پہنچے۔ ان تمام مقامات کی زیارات کا پروگرام صرف ہم چار آدمیوں کا تھا اسی لئے تمام خرچہ بھی ہم نے خود ہی برداشت کیا۔ اور ان تمام زیارات میں باقی جماعت کے لوگ شامل نہیں تھے۔ جب ہم کربلا پہنچے تو جس ہوٹل میں ٹھہرانے کا انتظام تھا اسکا نام الکرار الحدیث تھا جو ہمیں عمران قافلہ سالار نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ لیکن جب ہم ہوٹل پہنچے اور اپنے کمرہ کے بارے میں پوچھا معلوم ہوا کہ یہاں کوئی کمرہ خالی نہیں اور عمران بغداد گیا ہوا ہے۔ بہت پریشانی ہوئی۔ بہرحال کمپنی کی طرف سے گائیڈ ہمارے ساتھ تھے۔ جس ہوٹل میں ہم پہلے ایک رات ٹھہرے تھے اس میں دوبارہ چلے گئے۔ رات تو گزر گئی لیکن انتہائی بے رخی پر بہت افسوس ہوا۔ ایک بات میں خاص طور پر میں یہاں لکھتا چلوں۔ کہ کوئی بھی سفر

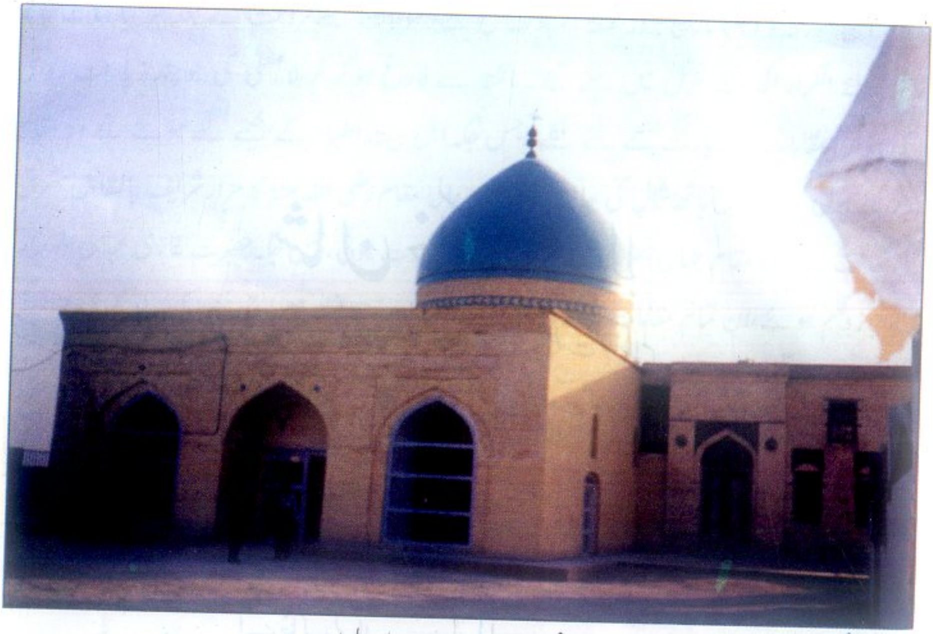

مزار شریف حضرت عزیر علیہ السلام

خواہ وہ اندرون ملک ہو یا بیرون ملک ،زیارات کے لئے ہو یا سیاحت کے لئے ،تو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ تمام قافلہ ہم خیال ہونا چاہیے۔ورنہ بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ اور خصوصاً دیار غیر میں ، وقت تو گزر جائے گا لیکن اس طرح کے سفر کی یادیں زندگی بھر یاد رہتی ہیں ۔بہرحال پاکستان سے ایران ،عراق کی زیارات کروانے والے ایجنٹوں کا رویہ بھی کچھ اچھا نہیں ہوتا کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں ۔ان کے اس قول وفعل کے تضاد سے عوام الناس اور زائرین کو خصوصی طور پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو ان کے ان احوال سے واقف ہوتے ہیں وہ اس طرح کی مشکل سے پیشگی محفوظ رہتے ہیں ۔اللہ کریم ایسے تضادیوں کو ہدایت سے نوازے آمین۔

آج مورخہ آٹھ (۸) مارچ بروز جمعرات کربلا معلیٰ کی زیارات کا پروگرام تھا لیکن بارش ہونے کی وجہ سے پروگرام ملتوی ہو گیا۔اللہ نے اس کا نعم البدل اس انداز میں دیا کہ:۔

شان خاک کربلا

اے خاک کربلا تیری عظمت کو سلام
اے کربلا کی مٹی تیری رفعت کو سلام
اے خاک کربلا ـــــــــــــــــــــــ

اپنی قسمت پر کرتی ہوگی ناز تو
سوئے ہیں تیری آغوش میں شہیدوں کے امام
اے خاک کربلا ـــــــــــــــــــــــ

ہو کیوں نہ ناز تمہیں اپنی قسمت پر
پیار تیرا ان سے جن کے نانا ہیں خیر الانام ﷺ
اے خاک کربلا ـــــــــــــــــــــــ

اور پیار تھا شاہ کربلا کو جبھی پہنچے تیرے پاس
ورنہ مدینہ پاک ہے کل شہروں کا امام
اے خاک کربلا ـــــــــــــــــــــــ

جام شہادت پیا ہے اسی سر زمین پر
ننھے علی اصغرؓ نے جو ہیں معصوموں کے امام
اے خاک کربلا ـــــــــــــــــــــــ

(فقیر صابری)

آج مورخہ نو (۹) مارچ بروز جمعۃ المبارک صبح کے معمولات سے فراغت کے بعد تقریباً سات بجے ناشتہ کیلئے الکرار الحدیث ہوٹل میں چلے گئے۔ناشتہ سے فارغ ہوکر کربلا معلیٰ کی جو چند زیارات رہ گئی تھیں، ان مقامات کی زیارت کے لئے نکلے۔جس جگہ اہل بیت اطہار کے خیمے لگے ہوئے تھے وہ مقام ہمارے ہوٹل سے بائیں ہاتھ شمال کی جانب جبکہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا مزار شریف بالمقابل مشرق کی جانب ہے۔وہ مقام جہاں حضرت علی اصغر معصومؓ کی شہادت ہوئی،جس جگہ حضرت غازی عباس علمدارؓ کے بازو قلم ہوئے،ان تمام مقامات کی زیارت کی جنہیں اب چھ فٹ معراج کے ایک یادگاری مینار کی شکل دے دی گئی جس پر ایک خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے۔ عراقی حکومت نے اب تک ہر اس جگہ کی حفاظت کی ہے جن کا تعلق کسی نہ کسی واسطہ سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور اسلام سے تھا۔اللہ کریم اسکو جزائے خیر عطا کرے اور سکی تمام پریشانیوں اور مصیبتوں کو دور کرے آمین

تقریباً دس (۱۰) بجے واپس ہوٹل میں آئے اور گائیڈ حسن سے گاڑی کرایہ پر لانے کے لئے کہا۔تاکہ باقی زیارات کے لیے روانگی عمل میں لائی جا سکے۔تیس ہزار عراقی دینار کرایہ پر گاڑی طے ہوئی۔تب ہم حلہ اور دیوانیہ کی طرف روانہ ہوئے۔حلہ کربلا سے شمال کی طرف ۴۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے جہاں مقام حضرت علی ہے۔نہروان کی جنگ سے واپسی پر حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اس جگہ آرام فرمایا تھا اور نماز ظہر ادا کی تھی۔اس جگہ ایک پرانی طرز کا لمبا سا گنبد اور ایک مینار بنا دیا تاکہ زائرین زیارت کرسکیں۔وہاں نوافل ادا کیے دعائیں مانگیں اور گاڑی میں سوار ہوکر قاسمیہ کی طرف روانہ

مزار مبارک حضرت امام قاسم بن امام موسیٰ کاظم (قاسمیہ)

ہوئے۔ جہاں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت امام قاسم بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا مزر شریف ہے۔

آپ نے ۱۹۲ھ میں وفات پائی۔آپ کی عمر مبارک چالیس سال (۴۰) تھی۔آپکا مزار شریف شہر کے درمیان میں واقع ہے صدر دروازہ پر پہنچے جو نہائت عمدہ ڈیزائننگ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔مزار شریف کی عمارت پر ایک خوبصورت گنبد اور دو مینار ہیں۔مزار شریف کی آرائش شیشے کی ٹکڑیوں سے بیل بوٹے بنا کر کی ہے جس سے مزار کی خوبصورتی کو چار چاند لگے ہوئے ہیں۔قصہ کوتاہ مزار شریف مرجع خلائق خاص وعام ہے۔ کاریگروں نے واقعی اپنے فن کا کمال دکھایا ہے۔مزار شریف پر حاضری دی ،دعائیں مانگیں،نوافل اور نماز ظہر ادا کی۔

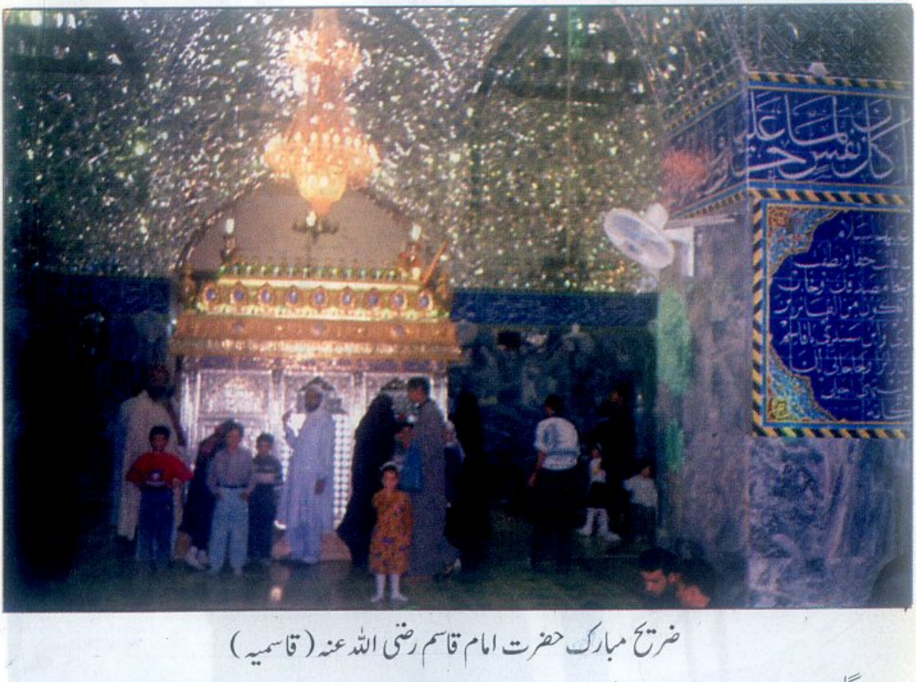

ضریح مبارک حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ (قاسمیہ)

اگلی زیارت کے لئے قادسیہ کی طرف روانہ ہوگئے۔اب اس شہر کا نام دیوانیہ ہے۔نہر فرات کے کنارے پر واقع ایک خوبصورت شہر ہے جس کی خوبصورتی کو حضرت حمزہ بن الحسن بن عبداللہ بن غازی عباس علمدار بن حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مزار پاک نے چار چاند لگا دیے ہیں۔

یہ مزار بھی حضرت امام قاسمؓ کے مزار شریف کی شبیہہ ہے ،داخلی دروازہ پر دو مینار ہیں جو بیحد خوبصورت ہیں۔مزار شریف پر سبزی مائل نیلا گنبد جس کی گردن پر خوبصورت ڈیزائننگ کی ہوئی ہے۔یہ مزار قلعہ نما جبکہ کھلے احاطہ پر مشتمل ہے۔آپ کے آستانہ پر حاضری دی ،دعائیں مانگیں اور نوافل ادا

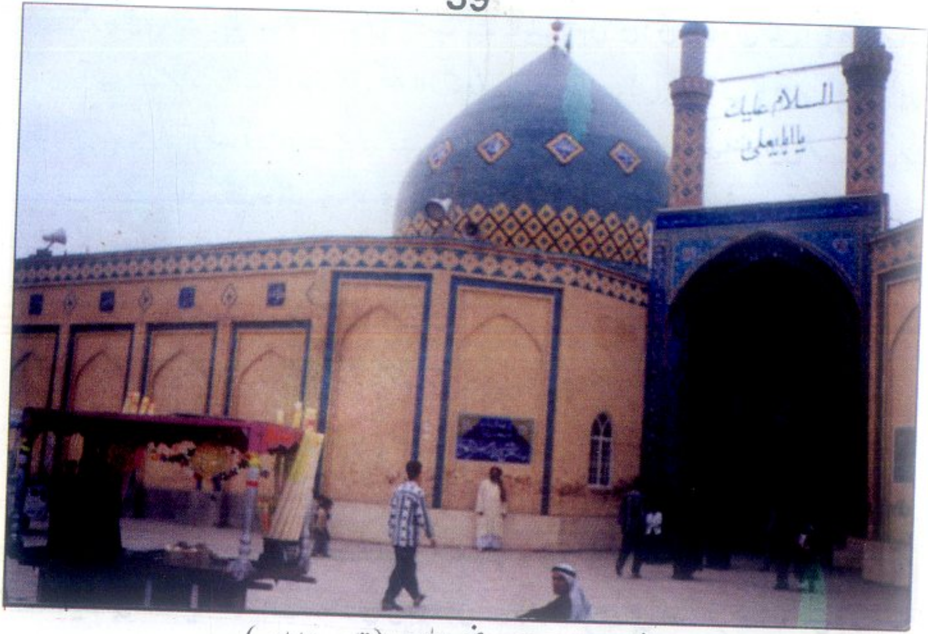

مزار شریف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (قادسیہ دیوانیہ)

کیے۔حضرت حمزہؓ کے در اقدس کی حاضری کے بعد ہم اولو العزم اور صابر پیغمبر حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار پاک کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔کچھ سفر طے کرنے کے بعد سڑک کے بائیں ہاتھ ایک بورڈ دکھائی دیا۔جس پر لکھا ہوا تھا مرقد حضرت ایوب نبی اللہ

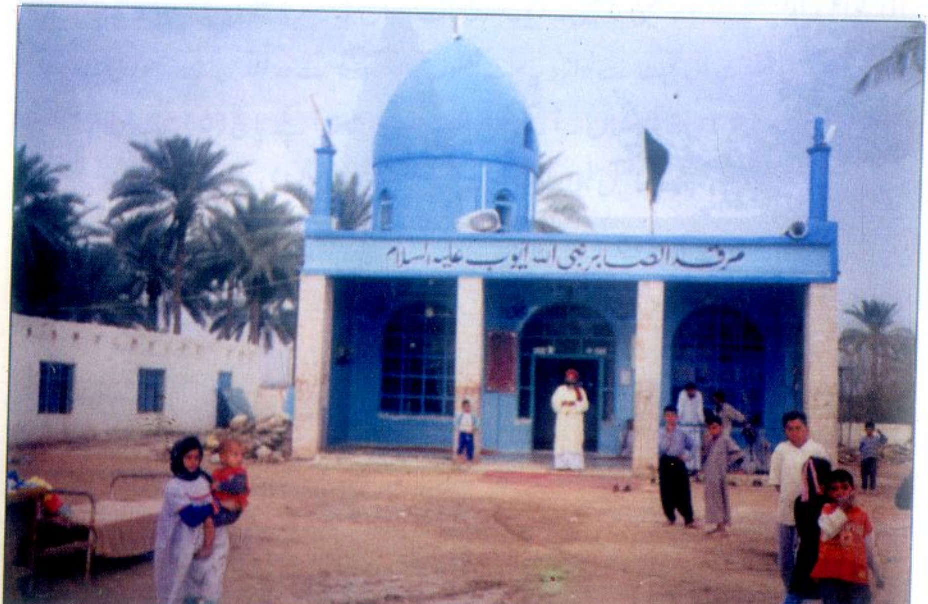

مزار مبارک حضرت ایوب علیہ السلام

قریہ ایوب جو آپ کے نام سے ہی منسوب ہے۔ایک چھوٹی سی بستی ہے جس میں آپکا مزار شریف ہے۔آپ کے مزار شریف کا احاطہ کافی کھلا اور کھجوروں کے جھرمٹ میں ہے،آپ کا مزار بے مثل تعمیر کا شاہکار ہے۔مزار شریف کی عمارت چوکور ہے۔محرابی دروازے جو بیحد خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں مزار شریف پر نیلے آسمانی رنگ کا گنبد ہے جو بیحد بھلا لگتا ہے،دو چھوٹے مینار مزار کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہے ہیں۔مزار کی بیرونی بالائی پٹی پر مرقد الصابر نبی اللہ ایوب علیہ السلام لکھا ہوا ہے۔آپ کے در اقدس پر حاضری دی۔خادم درگاہ نے ہم سے بہت پیار کیا اور ضریح مبارک کو کھول دیا،بندہ فقیر صابری کو حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر انور کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہوا۔دعائیں مانگیں اور اگلی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ایک بات میں یہاں پر خاص طور پر ذکر کرتا چلوں کہ ہم جس مقام پر بھی گئے ہم نے اس مقام کی تصاویر بطور یادگار ضرور بنائیں جنہیں ہم نے مقام کی مناسبت سے اس کتاب میں ایڈجسٹ کیں۔تصاویر بنانے کا فریضہ تنویر احمد کے سپرد تھا جو اس نے بخوبی سرانجام دیا۔

ایک نبی اللہ علیہ السلام کے در اقدس کی حاضری کے بعد دوسرے نبی اللہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے مزار اقدس کی حاضری کے لئے چل پڑے تقریبا بیس (۲۰) منٹ کی مسافت کے بعد آپکے در اقدس پر پہنچ گئے۔اس شہر کا نام بھی قاسمیہ ہے۔گلیاں تنگ ہونے کی وجہ سے گاڑی روڈ پر ہی کھڑی کر دی اور پیدل ہی ایک چھتی ہوئی مارکیٹ سے گزر کر آخر میں دائیں جانب واقع آپ کے آستانہ مبارکہ پر حاضر ہوئے۔مزار شریف سطح زمین کے برابر ہی ہے، مزار کی عمارت بڑی بڑی دیواروں، پرانی طرز کا

مزار شریف حضرت ذوالکفل علیہ السلام

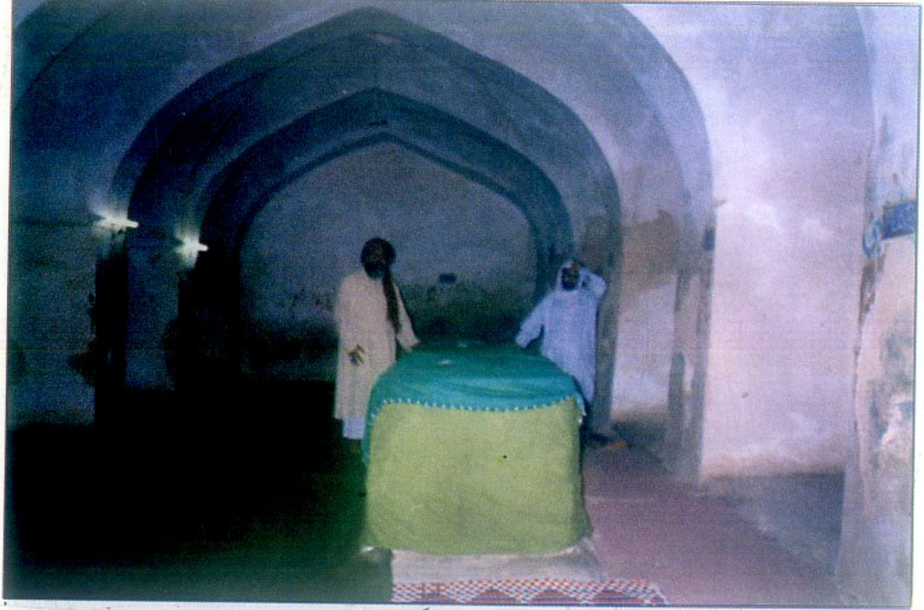

قبور صحابہ کرام حضرت ذوالکفل علیہ السلام

گنبد، اور بہت چوڑی محرابوں سے بنائی ہوئی ہے۔مزار شریف کا دروازہ پرانی طرز کا لکڑی کا بنا ہوا ہے جس پر محراب بھی ہے۔اس کے علاوہ دروازے کے اطراف میں پرانی طرز کی کھڑکیاں بھی ہیں جن پر بھی محرابیں لگی ہوئی ہیں۔خادم درگاہ نبیؑ نے بڑی شفقت کی اور ضریح کو کھول دیا اور قبر شریف کی زیارت کرائی۔نوافل ادا کئے اور دعائیں مانگیں۔ ایک اور بات یہاں ذکر کرتا چلوں کہ ان درگاہوں کے خداموں نے جس شفقت اور محبت سے نوازہ یہ سب حضور نبی اللہ ﷺ کے در اقدس سے منظوری کے سبب ہی ہے۔ ورنہ بندہ ناچیز اس قابل کہاں ۔آپکے مزار شریف سے ملحقہ آپکے پانچ (۵) صحابہ کرام کی قبور ہیں،ان پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ان اصحاب کے نام نامی اسم گرامی یہ ہیں:۔ا۔اخون ناقل التوراہ ۲۔ یوحنا الدیمیلجی ۳۔باروخ ٤۔یوسف اربان ۵۔یوشع۔

ان اصحاب کی قبور ایک ہی لائن میں محرابی دروازں والے برآمدے میں ہیں۔

ساتھ ہی حضرت خضر علیہ السلام کا جائے نماز ہے،حضرت اس جگہ نماز ادا کرتے ہیں یا کرتے ہوں گے۔واللہ اعلم ورسولہ اعلم۔

واپسی پر راستہ میں ایک ہوٹل میں کھانا کھایا اور نماز مغرب ہوٹل میں آکر ادا کی اور سو گئے۔صبح مورخہ دس (۱۰) مارچ بروز ہفتہ اسباب ضروریہ سے فراغت کے بعد تقریباً دس بجے بغداد شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ بغداد شریف سے تھوڑے ہی فاصلے پر مدائن جو کبھی کسریٰ کا پایہء تخت ہوا کرتا تھا،وہاں

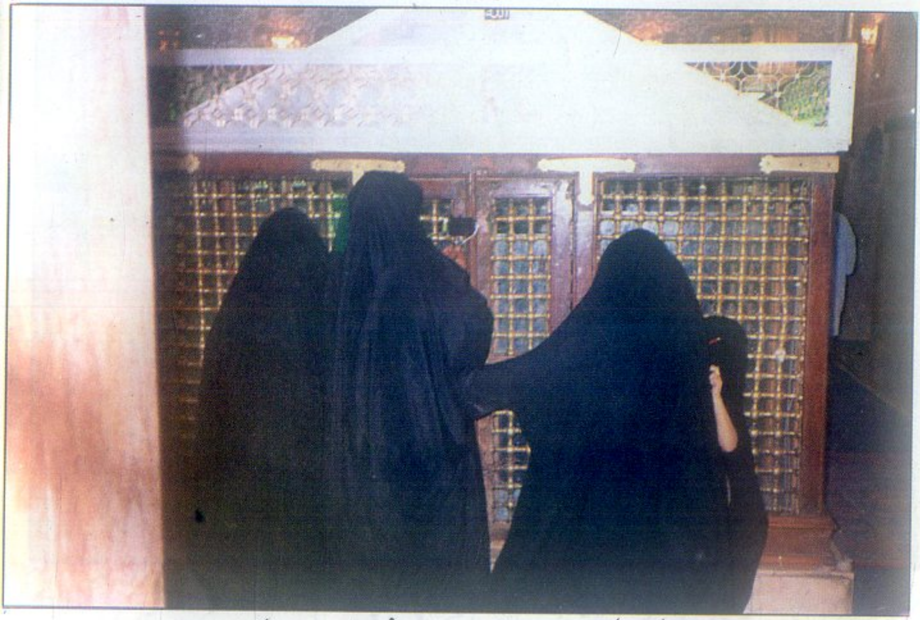

ضریح مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (مدائن)

پہنچے چار مزارات اکٹھے ہیں جن پر سٹیل کی دیواریں اور لکڑی کی چھت سے بنی ہوئی ضریح مبارک ہے، ان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، جن کا عشق یہاں تک تھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پانی بھر کر لاتیں تو آپ ان قدموں کے نشانات اپنی داڑھی مبارکہ سے مٹا دیتے کسی نے آپ سے ایسا کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ آپ بی بی صاحبہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں میں ان قدموں کے نشانات اس لئے مٹا دیتا ہوں کہ کہیں کسی اور کا پیر آپ کے قدموں کے نشانات پر نہ آجانے اور بیحرمتی ہو جائے جو مجھے گوارا نہیں ۔یہ اللہ کے رسول ﷺ کے وہ پیارے ہیں جنکے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلمانؓ میرے اہل بیت سے ہے ۔دوسری قبر شریف حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ تیسری قبر شریف حضرت عبداللہ بن جابر انصاری رضی اللہ عنہ کی ہے یہ دونوں صحابہ کرام پہلے کسی اور جگہ دفن تھے ایک دفعہ حضرت حذیفہ نے حاکم وقت کو خواب میں کہا کہ ہماری قبر میں پانی آگیا ہے ہم دونوں کو یہاں سے نکالو اور کسی دوسری جگہ دفن کر دو لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی ۔یکے بعد دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی خواب دہرایا لیکن اس پر جوں تک نہ رینگی ۔پھر اگلی شب عراق کے مفتیء اعظم کو آپ نے یہی حکم دیا ۔انہوں نے صبح حاکم وقت سے اس خواب کا ذکر کیا ۔تاہم قبور کشائی کا پروگرام بنایا یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب حج بیت اللہ تھا ۔عراقی حکومت نے جب قبور کشائی کا اعلان کیا تو مختلف ممالک سے ہزاروں تار حکومت عراق کو لکھے گئے کہ ہمیں بھی اس منظر کو دیکھنے کا موقع دیا جائے لہذا حج

ضریح مبارک حضرت عبداللہ بن جابر انصاری رضی اللہ عنہ (مدائن)

بیت اللہ کے دس دن کے بعد کا اعلان ہوا۔ دسویں دن لاکھوں ملکی اور غیر ملکی زائرین اس منظر کو دیکھنے کے لئے وہاں پہنچ گئے۔ جب ان دونوں صحابہ کی قبور شریف کو کھولا گیا یہ دیکھ کر تمام حیرت ناک ہو گئے کہ وصال شریف ہوئے اتنا عرصہ ہونے کے بعد بھی ان کے کفن شریف تک میلے نہیں ہوئے۔ یہ واقع دیکھ کر ہزاروں غیر مسلم مسلمان ہوگئے۔ یہ اللہ والوں کی شان ہے کہ وہ اپنی ظاہری زندگی میں ہی لوگوں کو راہ حق نہیں دکھاتے بلکہ اپنے وصال کو سالوں بیت جانے کے بعد بھی اپنا تصرّف جمائے ہوئے ہیں۔ اور چوتھی قبر شریف حضرت طاہر بن امام محمد باقر بن علی سجاد بن امام حسین بن حضرت علی کرم اللہ وجہ، کی ہے۔ یہ درگاہ کھلی جگہ پر مشتمل ہے، قبور کی عمارت پر دو گنبد اور ان پر سبز رنگ کی ٹائلیں لگی ہوئی ہیں۔ خادم درگاہ نے بہت پیار کیا اور ہمیں خصوصی تبرکات سے نوازا۔ ان دنوں درگاہ شریف پر بہت زیادہ رش تھا۔ ان مقامات کی زیارت کے بعد ساتھ ہی ایک کلو میٹر کے فاصلے پر واقع کسریٰ کے قلعہ پر جانے کا موقع ملا جس کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ جس دن حضور آقائے نامدار مدنیء تاجدار ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس دن کسریٰ کے محلات کو دراڑیں آگئیں جو اب بھی موجود ہیں۔ وہاں سے فارغ ہو کر بس میں سوار ہو کر واپس بغداد پہنچے۔ قافلہ سالار کا پروگرام تھا کہ کاظمین شریفین کے نزدیک کسی ہوٹل میں جگہ مل جائے کیونکہ یہ علاقہ اہل تشیع کے قبضہ میں ہے۔ جس سے اہل تشیع کو زیارات کرنے میں فائدہ ہوتا۔ لیکن ہم نے پروگرام بنا لیا کہ ٹیکسی لیکر حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے دربار پر حاضری دے لیا کریں گے مگر میرے

غوثؒ کی کرامت دیکھیں کہ انہیں کاظمین شریف میں کہیں جگہ نہ مل سکی ۔اور مجبوراً حضورؒ کی درگاہ شریف کے قریب ہی ایک فندق البیضا السیاحی نامی ہوٹل میں قیام کرنا پڑا ۔ہم قدرت کاملہ کے اس فیصلے سے بہت خوش ہوئے کہ پیدل ہی حضور کے در اقدس پر حاضری دے لیا کریں گے۔شام ہوگئی تھی اور ہم حضورؒ کے روضہ مبارک پر حاضری کا سوچ ہی رہے تھے کہ کمرہ کی لائٹ خراب ہوگئی جسے ٹھیک کراتے ہوئے دیر ہوگئی۔ چارو ناچار نماز عشاء کمرے میں ہی ادا کرنے کے بعد سو گئے۔صبح چار بجے اٹھے میں اور تنویر احمد درگاہ غوثؒ کی طرف چلتے ہوئے درگاہ شریف کے مین گیٹ پر پہنچے ۔ دروازہ کھول کر اندر جونہی اندر داخل ہوئے تو ہمارا استقبال حضورؒ کے در کے کتوں نے کیا ۔میرے خیال کے مطابق انہوں نے ہم سے پوچھا کہ ہمارے لئے بھی کچھ لائے ہو کہ نہیں۔ مجھے اپنی غلطی کا بیحد احساس ہوا ان سے کہا کہ میں تمہارے لئے تو کچھ نہیں لا سکا جس کا مجھے احساس ہے۔تم بھی اس در کے کتے ہو اور ہم بھی۔آؤ سلوک سے بیٹھ جاتے ہیں۔درگاہ شریف کے دروازہ کے ایک طرف تنویر احمد بیٹھ گیا اور دوسری جانب میں ۔اور اپنے وظائف میں مشغول ہو گئے۔تقریباً چھ بجے جب روشنی ہوئی تو میں تنویر احمد سے کہا کہ ہمیں وقت کے متعلق علم نہیں نماز کے بارے میں معلوم کریں۔ہم دوسری طرف مسجد میں گئے تو معلوم ہوا کہ نماز فجر پانچ بجے ہو جاتی ہے۔اس کم علمی کے سبب نماز باجماعت محروم واپس ہوٹل میں لوٹ آئے ۔ناشتہ کیا کچھ دیر آرام کیا اور تقریباً دس بجے بغداد شریف کی بقیہ زیارتوں کے لئے ٹیکسی کرایہ پر لی۔گائیڈ حسن کو بھی ساتھ لیا اور حضرت

مزار شریف حضرت خواجہ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ (بغداد شریف)

معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ گاڑی سمیت مزار کے احاطہ میں داخل ہوئے۔ جب اندر داخل ہوئے تب پتا چلا کہ یہ ایک بہت بڑا قبرستان ہے۔گاڑی آپ کے مزار شریف کے بالکل سامنے لا کھڑی کی ،گاڑی سے اترے اور ایک ڈھلوائی راستہ پر چل پڑے جو سیدھا آپ کی مرقد انور کی جانب جاتا ہے۔اس راستہ کے دونوں اطراف میں پڑھیاں بھی ہیں کوئی سیڑھیوں کی مدد سے اور کوئی ڈھلوانی رستہ سے مزار کی جانب جارہے تھے۔اطراف میں برقی قندیلیں نصب ہیں چونکہ دن کی روشنی تھی اس لیے ان کی خوبصورتی کو بیان نہیں کر سکتے ۔ دور سے آپکا مزار شریف ایک پیالے میں بنا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن جب قریب پہنچے تو اسکا منظر مختلف ہے۔ایک خوبصورت اور بلند مینار اور ایک گنبد جو ٹائلوں سے مزین ہے مزار شریف کی دوبارہ تعمیر صدر صدام نے کروائی۔ جو بہت عمدہ اور اپنی مثال آپ ہے۔خادم درگاہ نے ہم سے بہت پیار کیا اور کافی نیچے زینوں کی مدد سے اتر کر حضرتؒ کی اصل قبر شریف پر لے گیا جہاں عراقی لوگوں کا جانا تک ممنوع ہے۔اور ہم سے کہنے لگے کہ یہ لوگ اس قابل نہیں،بس کیا بیان کروں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کے وہ آثار و انوار بھی دکھائے جس کو عام آدمی دیکھنے کو ترستے ہیں۔الحمد للہ رب العالمین۔

ایک بات بیان کرتا جاؤں کہ بغداد شریف میں یہ ہمارا دوسرا چکر ہے۔ پہلے پروگرام میں ہم ذاتی طور پر ان زیارتوں کے لئے آئے تھے اور اس چکر میں ہم نے موصل اور بصرہ کی زیارتیں کیں تھیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔قافلہ والوں کا بغداد شریف میں دو راتیں ٹھہرنے کا پروگرام تھا لہذا جو زیارتیں پہلے

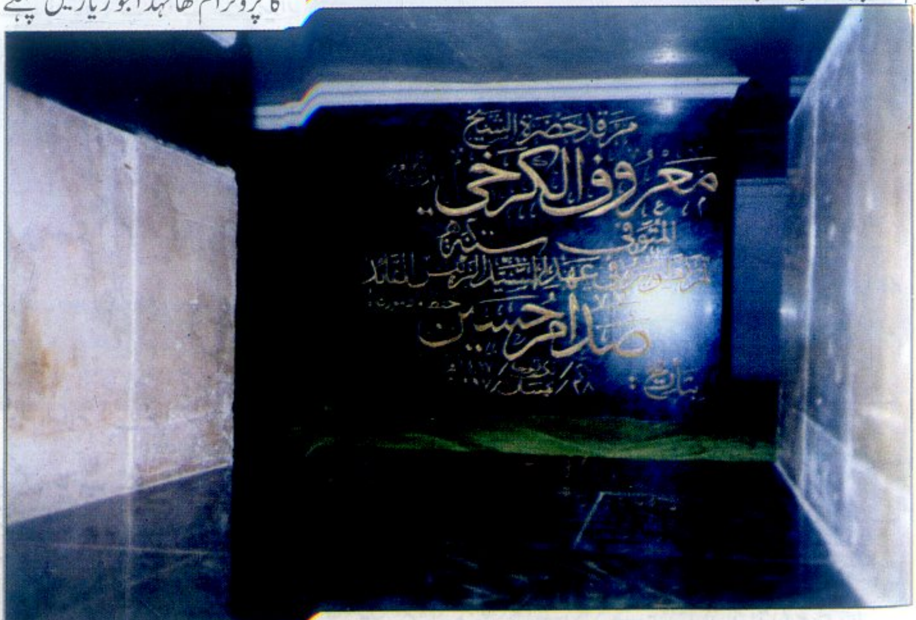

مرقد حضرت الشیخ معروف کرخی (بغداد شریف)

چکر میں رہ گئیں تھیں وہ آج پوری ہو جائیں گی ۔انشاء اللہ۔

ذکر ہو رہا تھا حضرت معروف کرخی کے مزار شریف حاضری کا ،جہاں سے سے فراغت کے بعد ہم آپ کے مزار سے ملحقہ مسجد چلے گئے وہاں نوافل ادا کیے اور دعائیں مانگیں۔اس کے بعد بغداد شریف سے باہر بڑے قبرستان میں چلے گئے جو ریلوے لائن کے قریب واقع ہے۔یہاں چار زیارتیں ہیں ؛سب سے پہلے ہم الشیخ بہلول کوفی بن عمیر التصریفی بن محمد بن عبد اللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہء کے مزار شریف پر گئے۔آپ کے متعلق ایک روایت بڑی مشہور ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک جگہ ریت کے گھر بنا رہے تھے کہ ہارون الرشید اور اسکی ملکہ ،جو رشتہ میں آپ کے بھائی ہیں،سیر کے لیے باہر نکلے جہاں ایک جگہ انہوں نے آپؒ کو ریت کے گھر بناتے ہوئے دیکھا اور وہ آپؒ کے پاس آگئے اور آپؒ سے پوچھا کہ یہ کیا کررہے ہیں تو آپؒ نے جواب دیا کہ جنت میں گھر بنا رہا ہوں ملکہ نے کہا کہ بیچو گے آپ نے جواب دیا ہاں اس نے کہا کہ کتنے میں آپ نے کہا دو درہم میں انہوں مذاقاً دو درہم دیے اور چلے گئے۔رات کو خواب میں بادشاہ نے کیا دیکھا کہ جنت کی سیر کررہا ہے چلتے چلتے بادشاہ ایک جگہ رکا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت ہی عالی شان گھر بنا ہوا ہے جس پر اس کی بیوی کا نام لکھا ہوا ہے ،دربان سے پوچھا کہ یہ کس کا گھر ہے اس نے جواب دیا کہ یہ تمہاری ملکہ کا گھر ہے جو اس نے کل ہی خریدا ہے ،بادشاہ نے کہا کہ کیا میں اس کے اندر جاسکتا ہوں؟اس نے کہا کہ نہیں یہ اُسی کا ہے لہذا اسی کو اس میں رہنے کی اجازت ہے۔بادشاہ جب خواب سے بیدار ہوا تو بڑا پریشان ہوا اس روز بھی حسب سابق سیر کے لیے نکلے تو حضرتؒ کو پھر گھر بناتے ہوئے پایا۔اب کی بار ہارون الرشید نے کہا کہ بہلول گھر بیچو گے آپؒ نے کہا ہاں بیچوں گا، پوچھا کتنے کا تو کہا کہ تم اپنی ساری سلطنت میرے نام کردو اور گھر لے لو۔اس نے بڑی حیرت سے کہا کہ کل تو تم نے دو درہم میں بیچ دیا تھا اور آج ساری سلطنت کے عوض۔انہوں کہا کہ کل انجانے میں اور مذاقاً خریدا گیا تھا اور آج تم دیکھ کے آئے ہو اس لیے اس کی اب وہ قیمت نہیں رہی۔آپ کا مزار شریف بہت سادہ جبکہ خوبصورت ہے جس پر ایک چھوٹا سا گنبد ہے۔آپ کے مزار اقدس پر حاضری دی اور دعائیں کیں۔اس سے ملحقہ حضرت یوشع بن نون بن افراھیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم علیہم السلام کے مزار شریف پر گئے آپ کے مزار کا احاطہ بھی کافی کھلا ہے ،مزار شریف مرکزی دروازہ کے بائیں جانب ہے۔مزار شریف کی عمارت بہت پرانی تعمیر کا حصہ ہے جس کے دروازوں پر پرانی طرز کی محرابیں لگی ہوئی ہیں اور گنبد بھی ویسا ہی بنا ہوا ہے۔پھر آپ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے مزار کے اندر داخل ہوئے۔قبر شریف پر ضریح مبارک تھی لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کسی چیز کی بنی ہوئی ہے کیونکہ اس پر غلاف چڑھا ہوا ہے،اللہ کے نبی کے در اقدس کی حاضری دی۔دلی راحت نصیب ہوئی۔تھوڑ آگے چل کر

مرقد مبارک حضرت یوشع بن نون نبی اللہ

ضریح مبارک حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ و سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات ایک ہی جگہ اور ایک ہی گنبد کے نیچے اکٹھے واقع ہیں، مزار کی اندورنی جگہ بیس پچیس مربع فٹ پر محیط ہے۔ قدرتی روشنی کے لیے جھروکے اور کھڑکیاں بنی ہوئی ہیں جن سے مزار کے اندر خاطر خواہ روشنی ہوتی ہے، لیکن رات کی روشنی کے لیے مصنوعی

فانوس لگائے ہوئے ہیں جو یقینا خوبصورت منظر پیش کرتے ہونگے۔ ہم دونوں مزارات مقدسہ پر کافی دیر تک رہے ۔ نوافل ادا کئے اور دعائیں مانگیں۔ میں تو جس جگہ بھی جاتا ایک بات صاحبان مزارات سے ضرور کرتا کہ بابا ہمارا سفر دیکھ لیں ہم کتنا قصد کر کے آپ کے آستانوں پر پہنچے ہیں ہمیں فیوض و برکات میں سے ہمارا سفر دیکھ کر جو جی میں آئے نواز دیں کیونکہ اولیاء کرامؒ کی درگاہوں میں کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔ اس کا یہ اثر تھا کہ ہم جس آستانہ پر بھی گئے وہاں کے خداموں نے ہمارے ساتھ بے مثال محبت کا ثبوت دیا اور بہت سے تبرکات سے نوازا۔ جبکہ صاحبان مزارات نے بھی بہت سے فیوض عطا کئے۔

ان خاصان خدا سے اجازت کے بعد ہم شیخ ابو بکر شبلیؒ کے مزار شریف کی طرف روانہ ہوئے۔آپ سلسلہ جنیدیہؒ سے ہیں ،وہاں پہنچے تو دروازہ بند تھا جسے کھولنے کے لئے ایک بی بی تشریف لائی اس نے دروازہ کھولا اور ہم اندر داخل ہوئے۔یہ ایک بہت بڑا قبرستان ہے۔ اُپ کے آستانہ پر جانے کے لیے سیڑھیاں بنائی ہوئی ہیں جنہیں عبور کر کے ایک راہداری میں آگئے چند قدم چل کر پھر نیچے اترنے کے لیے

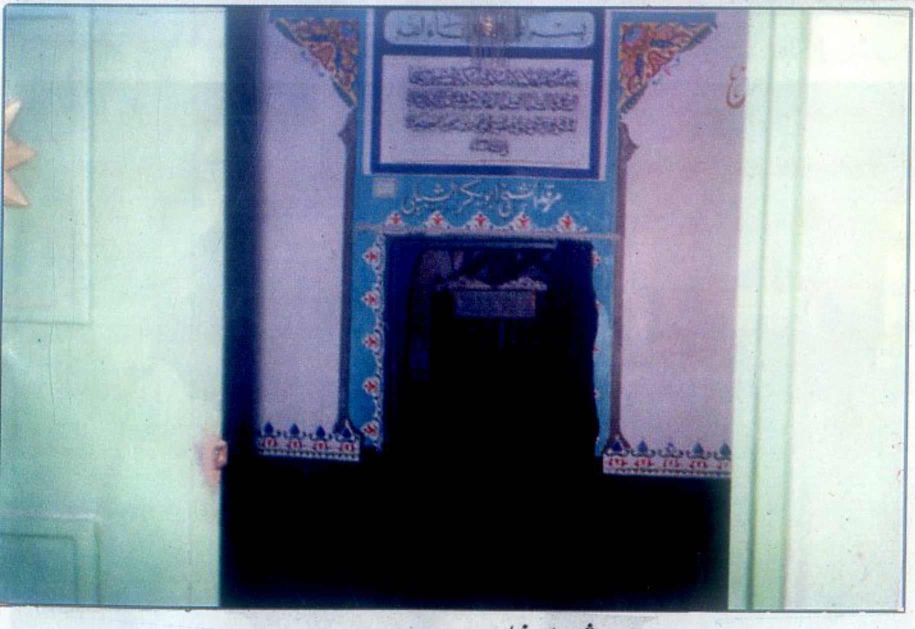

مزار مبارک شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ (بغداد شریف)

سیڑھیاں ہیں جو مزار شریف پر ختم ہوتیں ہیں ۔

مزار شریف کے سامنے دروازہ پر ایک برآمدہ بھی بنا ہوا ہے جس پر آپ کا نام نامی اسم گرامی لکھا ہوا ہے۔قبر شریف پر لکڑی کی ضریح ہے اور اصل قبر شریف پر سبز رنگ کی چادر پوش ہے۔آپ کے آستانہ پر حاضری دی اور دعائیں مانگیں۔ پھر آخر میں ہم حضرت ابو نصر بشر الحافی کے مزار شریف پر گئے یہ مزار شریف

سادہ طرز تعمیر پر مبنی ہے اور ایک گھر کے اندر واقع ہے وہاں حاضری دی دعائیں مانگیں۔آپ کے متعلق روایت بھی ہے کہ آپ پیروں میں جوتا نہیں پہنتے تھے جس کی تعظیم جانور کچھ اس انداز سے کرتے کہ وہ ان گلیوں میں گوبر اور پیشاب نہ کیا کرتے کہ کہیں آپ کے پیر مبارک غلیظ نہ ہو جائیں اور بے ادبوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں۔واپسی پر گائیڈ حسن ہمیں اپنے گھر لے گیا۔دوپہر کا کھانا اس کے گھر پر کھایا اور واپس ہوٹل میں آ گئے۔عصر کے وقت درگاہ غوثؓ کی حاضری کے لئے گئے اور درگاہ کے سجادہ نشین احمد

سجادہ نشین حضور غوث اعظم سید احمد ظفر۔سید عبدالرحمٰن

ظفر مدظلہ العالی اور آپ کے بھائی عبدالرحمٰن ظہر الدین عبداللہ گیلانی کی بھی زیارت کی۔

جن کی رہائش گاہیں درگاہ کے ایک جانب ہیں ،دونوں سجاد گان نے ہمارے حق میں دعائیں کیں۔اس کے بعد ہم کاظمین شریفین کے مین گیٹ پر پہنچ گئے۔گیٹ سے داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ پر حضرت امام ابو یوسف کا مزار ہے،کاظمین شریفین سے ملحقہ یہ مزار شریف بظاہر مسجد دکھائی دیتا ہے کیونکہ یہ مسجد میں ہی واقع ہے۔وہاں دعائیں کرنے کے بعد ہم کاظمین شریفین کی زیارت کے لئے بڑھے۔مرکزی دروازہ سے جب احاطہ میں داخل ہوئے تو دائیں ہاتھ وضو اور استنجا کا علیحدہ علیحدہ ،جبکہ بہترین اور وسیع انتظام موجود ہے۔وضو کیا اور مزار شریف کے احاطہ میں آ گئے،مزار شریف کا نقشہ کچھ یوں ہے :کہ عمارت کے چاروں کونوں پر بلند مینار ہیں جو سبز رنگ کی ٹائلوں سے مزیّن ہیں احاطہ کافی کھلا ہے جس کی چاروں اطراف میں محرابی دروازوں والے برآمدے بنے ہوئے ہیں جن کے اندرونی حصوں پر شیشے کا کام

کاظمین شریفین امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ' امام موسیٰ علی جواد رضی اللہ عنہ

بڑی اچھی نقش و نگاری سے کیا ہوا ہے۔گنبدوں پر سنہری روغن کیا ہے جو مانند سونا ہے۔قبور شریف ایک ہی جگہ واقع ہیں لیکن ضریحیں علیحدہ علیحدہ ہیں جن میں حضرت امام موسیٰ علی جوادؓ اور حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ کی قبور شریف ہیں۔حاضری دی اور دعائیں کیں۔پھر واپس ہوٹل میں آگئے۔رات کا کھانا کمپنی نے دریائے دجلہ کے کنارے ایک ریستوران میں دیا۔عراقی طرز سے آگ پر بھونی ہوئی مچھلی بیحد لذیذ تھی۔کھانا کھا کر واپس ہوٹل میں آگئے۔اور سو گئے۔

صبح اٹھے وظائف سے فارغ ہوئے اور تقریباً نو(۹) بجے درگاہ شاہ جیلانیؒ پر الوداعی سلام کیا کیونکہ ہمارا قافلہ آج مورخہ بارہ(۱۲) مارچ بروز سوموار نجف اشرف کی طرف روانہ ہونیوالا تھا۔بعد از نماز ظہر ہمارا قافلہ نجف اشرف مولائے مشکل کشاء شیر خدا رضی اللہ عنہ کے در اقدس کو چومنے کے لئے روانہ ہوا۔کوفہ کربلا سے مغرب کی جانب جبکہ کربلا بغداد کے مغرب میں واقع ہے۔بغداد سے تقریباً چار گھنٹے کے سفر کے بعد ہم کوفہ میں اس جگہ پہنچے جہاں علی کرم اللہ وجہ' کا مکان ہے۔مکان کی تعمیر کچھ اس طرح ہے کہ مین ' محرابی دروازہ ہے جس کی چوڑائی دس فٹ اور اونچائی آٹھ فٹ ہے اور یہ لکڑی کا بنا ہوا ہے۔جسے ہر وقت زائرین کے لیے کھول رکھا ہے،درمیان میں صحن جبکہ دائیں ہاتھ تین اور بائیں ہاتھ دو کمرے ہیں جو پرانی طرز تعمیر پر مشتمل ہیں۔اس مکان میں ایک جانب حضرت علی رضی اللہ عنہ' کا کنواں ہے جسکا پانی زائرین بطور تبرک لیکر جاتے ہیں۔اس کی زیارت کی اور دعائیں مانگیں۔پھر وہاں سے تیس پینتیس میٹر کے فاصلہ

موجود ہیں۔جو اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیوفائی کے جرم میں آج بھی نادم و شرمندہ ہیں۔اس شہر کے سامنے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہٗ کا مزار شریف ہے اسی احاطہ میں مختار سقفی کا مزار ہے جن کے متعلق روایت ہے کہ قاتلان امام حسین اور دیگر شہداء رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خون کا بدلہ لیا اور گن گن کرانہیں قتل کیا۔حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہء کے مزار پر حاضر ہوئے مرکزی داخلہ دروازہ کے علاوہ ایک اور دروازہ بھی مسجد سے مزار کے احاطہ میں کھلتا ہے۔آپ کا مزار اقدس فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے نہایت اعلیٰ گنبد جس پر سنہری روغن کیا ہوا ہے جس کے اندورنی جانب شیشے سے لاجواب کام کیا ہے۔ آپ کے در اقدس پر حاضری دی اور دعائیں مانگیں۔مسجد کوفہ بہت وسیع ہے اس کی تعمیر نو شروع ہے اس لیے اس کی وضاحت ممکن نہیں مگر تعمیری انداز سے پتہ چلتا ہے کہ بہت بڑا اور اعلیٰ منصوبہ ہے۔یہ سب عراقی حکومت کی ان پرانی یادوں کی تعمیر میں دلچسپی کی بدولت ہے۔ احسن اور خوبصورت ڈیزائننگ سے کام ہو رہاہے۔اس مسجد سے کچھ باتیں منسوب کی ہوئیں ہیں کہ یہاں حضرت ابراہیم کا مصلیٰ ہے،یہاں نبی پاک ﷺ کا مصلیٰ ہے،یہاں سے حضرت نوح کا بیڑا چلا تھا **واللہ اعلم ورسولہ اعلم**، ہم نے کوئی تحقیق نہ کی۔ہوسکتا تحقیق سے ادب ملحوظ خاطر نہ رہتا۔جنگ کی وجہ یہاں کے حالات نا گفتہ بہ ہیں۔ اکثریت جن میں بچے، بوڑھے اور عورتیں شامل ہیں، مانگ کر گزارہ کرتے ہیں۔رات کو ساڑھے دس بجے یہاں سے فارغ ہو کر بس میں سوار ہوئے اور گیارہ بجے ہوٹل فندق الامراء پہنچے۔نام سن کر تو بہت خوش ہوئے مگر جب کمروں میں داخل ہوئے تو ساری خوشی دھری کی دھری رہ گئی۔بہرحال رات بارہ بجے کھانا کھایااور سو گئے

صبح مورخہ تیرہ (۱۳) مارچ بروز منگلوار اٹھے نماز سے فارغ ہوکر دوبارہ سو گئے کیونکہ تھکن کی وجہ سے سارا بدن دکھ رہا تھا۔تقریباً آٹھ بجے دوبارہ اٹھے ناشتہ کیا۔ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر ہم تو دوبارہ سو گئے لیکن باقی قافلہ کے افراد یہاں کسی کوفی شیعہ عالم سے ملنے چلے گئے۔

تقریباً ایک بجے اٹھے غسل وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد دوپہر کا کھانا کھایااور چار بجے کے قریب حضرت علی کرم اللہ وجہ' کے دربار پرُ انوار پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔مزار شریف نجف شہر کے وسط میں واقع ہے۔نجف شہر بہت خوبصورت ہے۔خرید وفروخت اور آمد و رفت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جنگی اثرات مرتب نہیں ہوئے ہرطرف گہما گہمی اور چہل پہل دیکھنے کو ملی۔مرکزی دروازہ جو بہت بڑا اور قلعہ نما ہے۔بڑی بڑی قلعہ نما دیواریں چاروں اطراف میں ہیں جن کے ساتھ برآمدے بنے ہوئے ہیں۔مزار کی عمارت سے ملحقہ دو مینار ایک گھڑیال بہت خوبصورتی سے بنایا ہوا ہے۔گنبد کافی بلند جس پر سنہری رنگ کیا

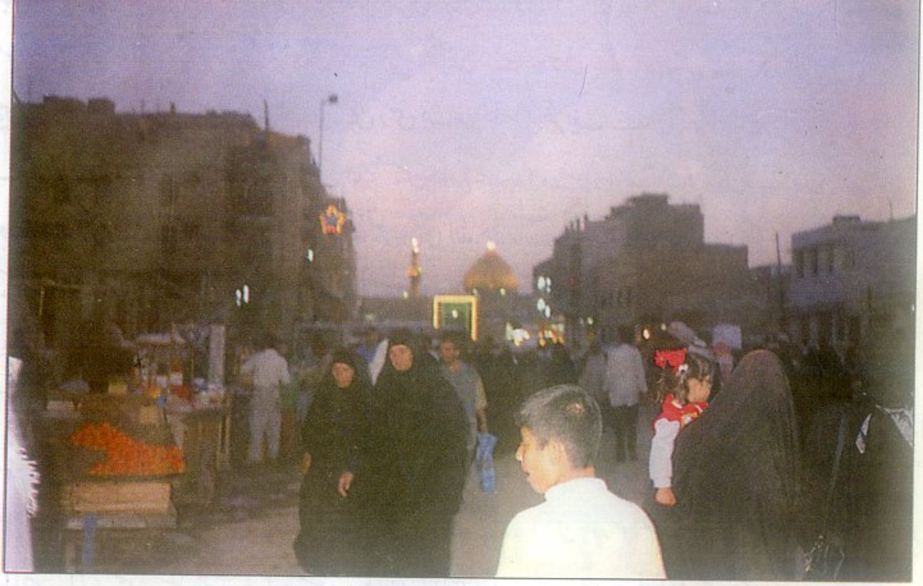

مزار مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہ (نجف شریف)

ہوا ہے۔ مزار شریف کا دروازہ سونے کا بنا ہوا ہے۔ ضریح مبارک بھی سونے کی ہے۔ آپؓ کے در اقدس پر بے شمار دعائیں مانگیں۔ آج رات عید غدیر بھی تھی واللہ اعلم یہ کیا ہے بہر حال بے پناہ رش تھا جن میں ملکی اور غیر ملکی باشندے خصوصاً ایرانی بڑی تعداد میں تھے۔ درگاہ سے باہر نکلے۔ نزدیک ہی ایک بہت بڑا اور

مزار شریف حضرت ہود و صالح علیہ السلام (نجف شریف)

بہت پرانا قبرستان ہے جو میلوں پر محیط ہے ۔اس میں حضرت صالح اور حضرت ہود علیہم السلام کے مزارات ہیں،دونوں نبیوں کی قبور ایک ہی گنبد تلے ہیں جس پر نیلا رنگ کیا ہوا ہے۔مزار شریف کی تعمیر نئی ہے مزار کا ایک ہی داخلی محرابی دروازہ ہے ۔مزار شریف کے اندرونی حصوں پر خوبصورت نقش ونگاری کی ہوئی ہے،

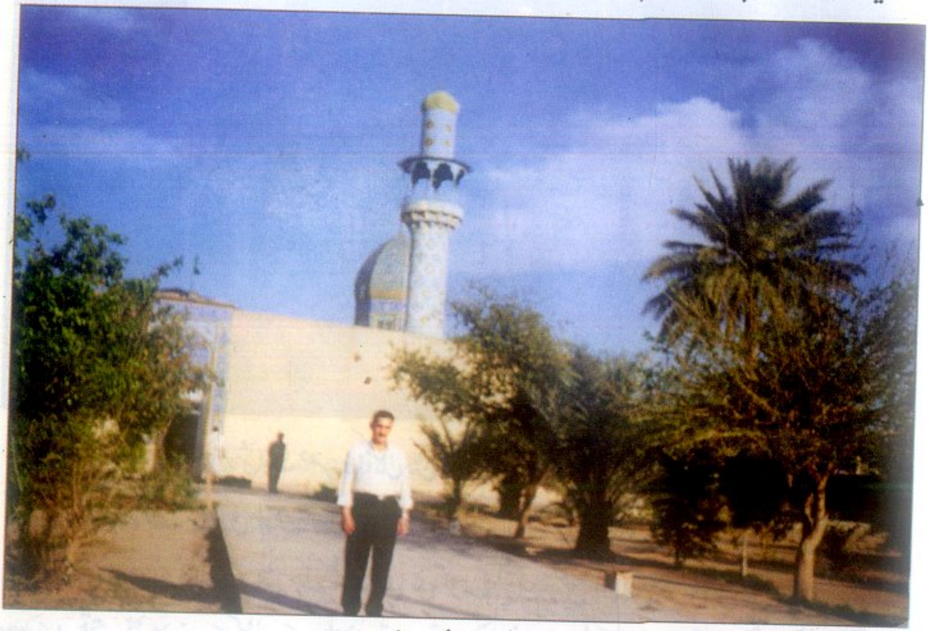

مسجد الحنانہ (نجف شریف)

وہاں حاضری دی اور دعائیں کیں ۔یہاں سے فراغت کے بعد مسجد **الحنانہ** گئے ۔

یہ وہ مسجد ہے جہاں حضرت عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور رکھا گیا تھا۔مین داخلی دروازہ کو بہت خوبصورت ٹائلوں سے سجایا ہوا ہے جس کے بائیں جانب ایک پھلواڑی ہے اس میں پھل اور پھول دار پودے کثرت سے لگے ہوئے ہیں ۔اس میں سے ایک گزرگاہ بنی ہوئی ہے۔ بلند مینار اور ایک گنبد بنا ہوا ہے جس کے نیچے ضریح بنائی ہوئی ہے جہاں حضرت عالی مقامؑ کا سر انور رکھا گیا تھا۔بعدہ حضرت کمیل بن زیاد کے دربار شریف پر حاضری کے لیے گئے آپ کا مزار شریف جدید طرز تعمیر کا شاہکار ہے۔صدر دروازہ کے دائیں ہاتھ وضو اور استنجا کا بہترین انتظام ہے ۔احاطہ کافی جگہ پر مشتمل ہے دس بارہ زینے چڑھ کر آپ کے مزار شریف میں داخل ہوئے مزار کے دروازہ پر برآمدہ ہے قبر شریف پر ضریح مبارک سٹیل کی بنی ہوئی ہے۔مزار کے اندر جا بجا برقی قمقمے نصب ہیں ۔آپ کے دربار پر حاضری دی دعائیں مانگیں اور واپس ہوٹل آ گئے۔

بروز بدھ مورخہ چودہ (۱۴) مارچ نجف اشرف سے کوچ کیا اور کمپنی دفتر بغداد شریف پہنچے وہاں سے

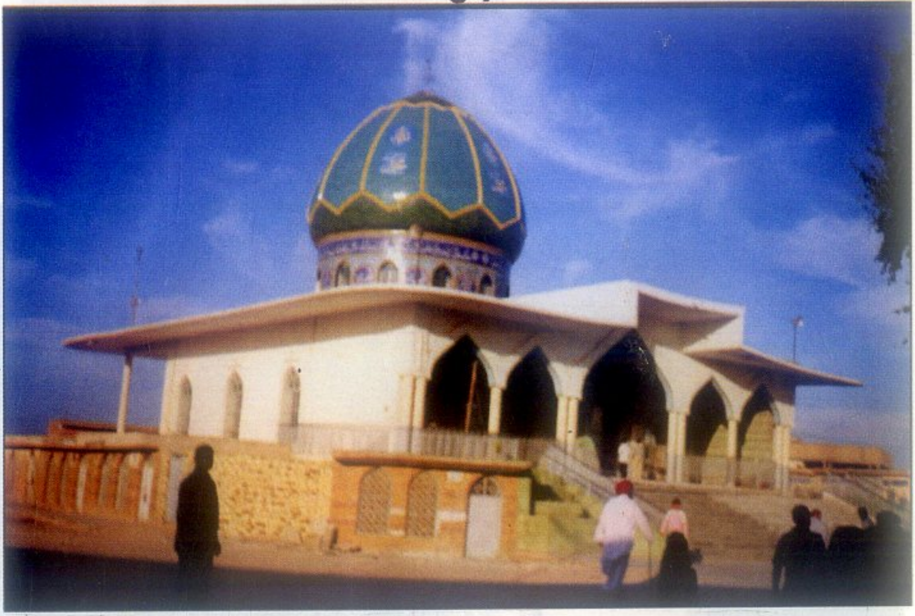

مزار شریف حضرت کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ (نجف شریف)

تقریباً تین بجے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے اور رات گیارہ بجے رمادی بارڈر پر پہنچے جہاں کسٹم وغیرہ کے لئے رکنا پڑا اور رات کا بقیہ حصہ بس میں ہی گزارنا پڑا۔دریں اثنا صبح ہوگئی صبح کی نماز سے فارغ ہوئے اور تقریباً سات بجے کسٹم کے لئے سامان اتارا جسے برائے نام کسٹم کہا جاسکتا ہے۔صرف سامان کو ہوا ہی لگوائی گئی اور آج مورخہ پندرہ (۱۵) مارچ آٹھ بجے صبح بس سوریا بارڈر کی طرف روانہ ہوئی۔ ایک بات خاص طور پر تحریر کرتا چلوں کہ کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں قافلہ سالار نے رشوت نہ دی ہو۔ایسا ہی سوریا بارڈر پر رشوت کا دور دورہ پایا گیا۔ بہر حال وہاں سے فارغ ہوئے اور دمشق کی جانب روانہ ہوئے۔بارڈر سے دمشق جو سڑک جاتی ہے وہ ایک لق دق صحرا سے گزر کر جاتی ہے۔یہاں صحرا میں ریت بھی ہے اور پتھر بھی ہیں پتھر اس طرح بکھرے ہوئے ہیں جیسے بارش برسی ہو۔ موسم بہت خوشگوار تھا اس لئے محسوس نہ ہوا اگر گرمی کا موسم ہوتا تو بہت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا۔دمشق سے پہلے ایک شہر آتا ہے جس کا نام حرستا ہے جو دمشق سے تقریباً ملا ہوا ہے۔ پندرہ (۱۵) منٹ کے سفر کے بعد دمشق کی آبادی شروع ہوگئی۔ بہت خوبصورت شہر ہے سڑکوں کی دونوں اطراف درخت اور پھول ہیں۔یہ شہر ایک باغیچے کا سا منظر پیش کرتا ہے۔شہر آبادی کے لحاظ سے بھی کافی بڑا ہے۔بس مختلف سڑکوں پر چکر کاٹتی ہوئی ایک محلّہ زینبیہ جو حضرت بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے نام سے منسوب ہے، میں داخل ہوئی۔ ہمارا قافلہ شام پانچ بجے ایک ہوٹل میں داخل ہوگیا۔ اللہ رب العزت نے مسلسل اٹھائیس (۲۸) گھنٹے کے سفر سے بخیریت جان چھڑوائی

الحمدللہ۔تھکاوٹ کی وجہ سے نماز عشاء کے فوری بعد سو گئے۔

آج مورخہ سولہ(۱۶)مارچ بروز جمعۃ المبارک گیارہ بجے کے قریب قافلہ کے تمام افراد بس میں سوار ہو گئے اور زیارتوں کے لئے روانہ ہوئے۔دمشق میں سب سے پہلے حضرت حجر بن عدی الکندی رضی اللہ عنہٗ کے مزار شریف پر حاضری کے لئے گئے۔یہ مزار ایک عدرا نامی محلّہ میں واقع ہے۔سمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے کیونکہ یہاں سورج کے غروب ہونے کی سمت کچھ اور جبکہ قبلہ شریف کسی اور جانب۔ مزار شریف کی تعمیر بہت سادہ اور عام سی ہے، اس سے ملحقہ ایک مسجد بھی ہے۔مزار شریف پر دعائیں کیں اور نوافل ادا کیے۔وہاں سے دمشق کے باب ذغیر نامی قبرستان کی طرف روانہ ہوئے۔وہاں پہنچے اور سب سے پہلے امھات المومین حضرت ام حبیبہ ،حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہما کے مزارات شریف پر حاضری دی۔یہ مزارات ایک ہی جگہ واقع ہیں لیکن حجرے الگ الگ ہیں۔عمارت کی دیواریں بہت چوڑی ہیں جبکہ عمارت پر گنبد نہیں ہے۔اس کے بعد حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہٗ اور دیگر اہل بیت اطہار ،جو کربلا معلیٰ میں شہید ہوگئے تھے،ان اصحاب کے سر انور ایک ہی جگہ دفن ہیں۔ یہ مقام باب ذغیر کے بالمقابل ہے اس مقام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جسے ایک ضریح میں گھیرا ہوا ہے اور ضریح پر پگڑیوں سے نشان بنائے ہوئے جن پر ان اصحاب کے نام لکھے ہوئے ہیں تا کہ پتہ چل سکے کہ کن کن اصحاب کے سر انور ہیں۔ان کی زیارت سے المیہ کربلا آنکھوں کے سامنے آ گیا۔سوائے رونے کے اور کچھ نہ ہو سکا۔ وہاں سے حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہٗ ،جو صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ مئوذن رسول ہونے کا بھی شرف رکھتے تھے،کے مزار شریف پر حاضر ہوئے اور فاتحہ پڑھی۔ یہ مزار بہت سادہ اور چھوٹا ہے۔پھر حضرت طیبہ طاہرہ زینب ملقب ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے مزارات پر حاضر ہوئے۔سلام پڑھا،فاتحہ خوانی کی اور دعائیں کیں۔یہ مزار فن تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اس تعمیر کی اپنی مثال آپ ہے۔وہاں سے مئوذن رسول ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ کے مزارات پر حاضری کے لیے گئے یہ مزار شریف سطح زمین سے تین فٹ گہرائی میں واقع ہیں جہاں زینوں کی مدد سے جایا جاتا ہے ان اصحاب کی قبور پر ضریح نہیں جبکہ سبز رنگ کی چادر پوش ہے۔انؓ کی قبر شریف پر کھڑے ہو کر حاضری دی جاتی ہے کیونکہ یہ کچھ اونچا ہے۔میں نے بھی بوسہ دیا اور دعائیں مانگیں۔ان اصحاب کی قبور ایک ہی گنبد میں ہیں۔

واپسی پر اسی قبرستان میں حضرت عبد الرحمٰن المعروف امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ کی قبر پر گئے جو ایک کچے اور خستہ حالت کے کمرہ میں ہے اور قبر کا نشان مفقود ہو چکا ہے۔دعا کی اور واپس بس میں آ کر بیٹھ گئے، چونکہ باقی قافلہ کے لوگ اہل تشیع تھے اس لئے وہ ذرا ادھر ادھر ہو گئے تھے اور دیر سے آئے۔بس میں ہی دوپہر کا کھانا کھایا اور شہر کے درمیان واقع **اموی مسجد** میں آ گئے۔اصل میں اس مسجد کی جگہ پہلے

عیسائیوں کا کلیسا (گرجا) ہوا کرتا تھا جب مسلمانوں نے اس شہر کو فتح کیا تو اس جگہ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنا پایہء تخت بنایا۔ بہت بڑی بلڈنگ ہے اور بہت بڑے بڑے پتھروں سے تعمیر کی ہوئی ہے۔اس کی چھت پچیس (۲۵) فٹ اونچی ہوگی اسمیں حضرت یحیٰی علیہ السلام کی قبر شریف بھی ہے جو کافی لمبی ہے۔جب یزید ملعون بادشاہ بنا اور کربلا کا خونی واقعہ پیش آیا تو اس کا دربار بھی اسی جگہ ہوا کرتا تھا۔دربار والی جگہ کو بھی محفوظ رکھا ہوا ہے۔۔جس کے بالکل سامنے اہل بیت اطہار کے نفوس قدسیہ کو قیدی کر کے کھڑا کیا گیا تھا۔ اس جگہ پر چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔اس جگہ کی زیارت کی۔ اس کے بعد اس جگہ کی بھی زیارت کی جہاں حضرت عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سر انور رکھا گیا تھا۔یہ تمام زیارتیں مسجد کے احاطہ میں ہی واقع ہیں۔ اسی مسجد سے باہر اسلام کے دو عظیم جرنیل سلطان صلاح الدین ایوبیؒ اور نور الدین زنگیؒ کے مزارات ہیں۔ یہ مزار بہت سادہ اور پرانی طرز تعمیر پر مبنی ہیں۔ان کی قبور پر بھی گئے اور دعا کی۔

پھر حضرت طیبہ طاہرہ سکینہ رقیہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے مزار مقدسہ پر حاضری دی۔آپکا مزار شریف فن تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دروازہ اور ضریح مبارک پر سونے سے نقاشی کی ہوئی ہے۔صرف یہ واحد روضہ ہے جہاں عورتوں اور مردوں کا علیحدہ علیحدہ انتظام ہے۔عورتوں کی جانب سے ماتم کی ضربات سنائی دے رہی تھیں۔چونکہ یہ مزار بھی اہل تشیع کے زیر قبضہ ہے۔بہر کیف فاتحہ پڑھی اور دعائیں مانگیں۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد وہاں سے بس میں سوار ہوئے اور واپس ہوٹل آگئے۔نماز مغرب ادا کرنے کے بعد پھر حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ زینب سلام اللہ علیہا کے مزار پر انوار کی زیارت کے لیے چلے گئے۔درگاہ شریف کے دو مینار ہیں۔گنبد شریف پر سنہری روغن کیا ہے۔ اندورنی حصہ شیشہ کے نقش و نگار سے مزین ہے یہ بات میں پہلے بھی تحریر کر چکا ہوں کہ جو مزارات اہل تشیع کے قبضہ میں ہیں ان کی تعمیر علیحدہ انداز سے کی گئی ہے لہذا یہاں بھی روایت کو برقرار رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو راہ مستقیم عطا فرمائے۔

آج مورخہ سترہ (۱۷) مارچ بروز ہفتہ صبح ناشتہ وغیرہ سے فراغت کے بعد نو بجے کے قریب بس میں سوار ہوئے اور جو بقیہ زیارتیں تھیں ان کے لیے نکل پڑے۔شہر سے باہر کی جانب پہاڑوں کی جانب سفر شروع ہوا۔یخ بستہ ہوا چل رہی تھی۔جس پہاڑ پر سفر کر رہے تھے اس کو جبل ہابیل کہتے ہیں۔اس پہاڑ کا نام حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت ہابیل علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے۔جن کی قبر شریف بھی یہیں واقع ہے۔قبر شریف کافی لمبی ہے یہاں بھی دعا پڑھی۔ زمین پر پہلا قتل بھی آپ ہی کا ہوا تھا جو آپ کے بھائی قابیل نے کیا۔ یہاں سے بیروت شہر نزدیک ہی ہے۔وہاں سے بس میں سوار ہوئے اور غار اصحاب کہف کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ ایک مقام پر بس روک دی گئی اور بس سے اتار لیا گیا۔ ایک ٹویوٹا ہائی ایس کرایہ پر لی جس میں پندرہ مسافر سوار ہوئے اور گاڑی روانہ ہوگئی۔بل کھاتی ہوئی پیچ

دار سڑکوں پر گھومتی گھماتی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی ۔ڈرائیور انتہائی تجربہ کار تھا اس لیے با خیریت اس مقام پر پہنچے جہاں اصحاب کہف نے آرام فرمایا تھا ۔اس غار کی زیارت کی اس جگہ حکومت شام نے مکان تعمیر کردیا ہے۔ اور سیڑھیاں بھی بنا دی ہیں جس سے غار تک پہنچنا آسان ہوگیا ہے۔لہذا غار کے منہ تک پہنچ گئے جسے اب بند کردیا گیا ہے۔ زیارت کی اور دعائیں کیں ۔جنہیں اللہ عزوجل اپنے نیک بندوں کے طفیل اپنی بارگاہ الٰہیہ میں قبول فرمائے آمین۔دمشق اور اس کے باشندے بہت خوبصورت ہیں ۔عورتیں مردوں کا لباس زیب تن تھیں۔ جس سے مردوں اور عورتوں میں کوئی خاص تمیز نہیں کی جاسکتی۔ان کا یہ ماحول یورپ کے ماحول سے کسی طرح بھی کم نہیں اللہ تعالیٰ ہدایت وحیا عطا فرمائے آمین۔

آج مورخہ اٹھارہ (۱۸) مارچ بروز اتوار ذاتی مصروفیات مثلاً گھر فون کر کے خیریت وغیرہ کا دریافت کرنے اور بازار سے خریداری وغیرہ کرنے میں گزارہ کیونکہ آج واپس عراق جانے کا پروگرام تھا۔تنویر احمد بھی بازار گیا ہوا تھا جب واپس آیا تو اس کے ساتھ تین اور آدمی بھی تھے۔ایک محمد نواز کھرل کوٹ امیر علی ننکانہ صاحب،ایک کوئی نقوی شاہ صاحب اور ایک ملک صاحب تھے ۔وہ بھی ملک شام اور عراق کی زیارتوں کے لیے پاکستان سے آئے ہوئے تھے۔ان سے علیک سلیک ہوئی اور ایک گھنٹہ ان سے بھی تبادلہ خیال ہوتا رہا۔آج بعد نماز مغرب عراق واپسی کا پروگرام بنا۔اور پھر عراق سے ایران جانا تھا ۔لیکن اسی اثنا میں کراچی سے آئے ہوئے بوہری خاندان کے تین افراد ،جو بعد میں ہوائی جہاز سے آئے اور ہمارے قافلہ میں شامل ہو گئے تھے ان کی بیٹی بیمار ہوگئی انہوں نے کہا کہ ہم یہیں سے واپس کراچی چلے جائیں گے لیکن ان کے بروقت قانونی تقاضے نہ پورے ہو سکے اور کلیرنس نہ مل سکی جس وجہ سے پورے قافلے کو ایک رات مزید ملک شام میں رکنا پڑا۔مورخہ انیس (۱۹) مارچ بروز سوموار قافلہ سالار کلیرنس کے چکر میں امیگریشن آفس گیا ۔کلیرنس مل جانے کے بعد سہ پہر تین بجے ہمارا قافلہ عراق بارڈر کی طرف روانہ ہوا۔ ہمارے قافلہ میں گجراتی خاندن کے چند لوگ تھے ان لوگوں نے ہر معاملہ میں طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا تھا کبھی کسی سے منہ ماری کبھی کسی سے۔بہرحال شام سات بجے قافلہ سوریا بارڈر پر پہنچا جہاں عراق سے ایک اور بس مسافروں کو لینے کے لیے آئی ہوئی تھی۔امیگریشن سے فارغ ہوئے ۔وہاں ایک ہوٹل میں چائے وغیرہ اور حاجت ضروریہ سے فارغ ہوکر تقریباً بارہ بجے بس میں سوار ہوئے اور بغداد شریف کی جانب روانہ ہوئے۔

مورخہ بیس (۲۰) مارچ بروز منگل ہم کمپنی آفس پہنچے ۔ناشتہ کیا اور کاظمین شریف سلام کے لیے چلے گئے ۔ڈیڑھ بجے کے قریب قافلہ عراق ایران بارڈر کی طرف روانہ ہوئے۔تقریباً پانچ بجے عراق کے بارڈر پر پہنچے وہاں کسٹم وغیرہ سے فارغ ہوئے اور شام کا کھانا جو کمپنی نے ایک ہوٹل میں دیا ،کھانے کے

بعد ایران بارڈر کی جانب روانہ ہوئے۔ایران کسٹم سے فارغ ہوئے اور رات کے گیارہ بجے قم شہر کی طرف روانہ ہوئے۔مسلسل بیالیس (۴۲) گھنٹے کے بے آرام سفر کے بعد مورخہ اکیس (۲۱) مارچ بروز بدھوار اسی ہوٹل میں پہنچے جہاں ہم عراق جاتے ہوئے ایک رات گزار کر گئے تھے۔وہاں کھانا کھایا اور قافلہ سالار نے اسی ہال کمرہ میں مردوں کے آرام کے لیے گدے ڈلوا دیے اور عورتوں کے لیے کمروں کا انتظام کیا لیکن ہم نے ذاتی طور کسی اور ہوٹل میں کمرہ کے لیے پروگرام بنایا جس سے سالار صاحب کو شاید ہم پر رحم آ گیا۔اورا س نے ایک کمرہ ہمیں بھی لے دیا۔ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔غسل کیا اور سو گئے۔ساڑھے پانچ بجے اٹھے وضو کیا نماز ادا کی اور اپنے وظائف مکمل کیے۔سفر کی تھکاوٹ اس قدر تھی کہ بیان سے باہر ہے۔اور اللہ سے دست بدعا تھے کہ اللہ رب العزت ہمیں آئندہ سفر کی استقامت فرمائے۔آمین۔

مورخہ بائیس (۲۲) مارچ بروز جمعرات قم سے مشہد کی طرف سفر کا پروگرام ہے لیکن چند لوگ سفر کے لیے تیار نہ تھے جس بنا پر قافلہ ایک رات اور قیام کے لیے رک گیا۔مورخہ تئیس (۲۳) مارچ بروز جمعۃ المبارک صبح آٹھ بجے ہمارا قافلہ ایک بس میں سوار ہو کر تہران کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے قم سے زاہدان تک کے سفر میں یہ سفر ویران پہاڑوں میں کیا تھا کیونکہ یہ سفر رات کی تاریکی میں کیا تھا۔لیکن آج کے سفر کی صورت حال کچھ مختلف تھی۔تہران سے قم کے اس راستہ پر جابجا چشمے، باغات اور گندم کی فصل اچھی خاصی اراضی پر کاشت کی گئی تھی۔گندم کی فصل بہت چھوٹی تھی۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ اسکی کٹائی جون، جولائی میں ہوتی ہے۔

ایران کے دار الخلافہ تہران پہنچے پہلے اہل تشیع کے امام خمینی کا مقبرہ آتا ہے وہاں گئے۔اسی طرز کی تعمیر جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے مقبرہ کے احاطہ سے ملحقہ ایک بہت بڑا قبرستان ہے جس کا نام بہشت زہرہ ہے جو واقعی بہشت کا منظر پیش کر رہا تھا۔جب شاہ رضا شاہ پہلوی کی خلومت کا تختہ الٹا تو اس وقت بہت لوگ ناحق مارے گئے اور بہت خون خرابے کے بعد اسلامی جمہوریہ ایران معرض وجود میں آیا۔جس کا نظام اہل تشیع کے امام خمینی نے بطور پہلے سربراہ کے سنبھالا۔ مقتولین کو اسی قبرستان میں دفن کیا گیا۔درختوں اور پھولوں کا شمار نہیں تھا۔بظاہر دیکھنے میں واقعی بہشت ارضی ہی معلوم ہو رہی تھی۔پھر وہاں سے ہم حضرت عبد العظیمؒ کے مزار شریف پر حاضری کے لیے گئے۔فاتحہ پڑھی اور قافلہ اس مقام پر جانے کیلئے روانہ ہوا جہاں حضرت مائی شہر بانو رضی اللہ عنہا نے قیام فرمایا تھا۔یہ مقام ایک پہاڑی پر واقع ہے۔اس کی زیارت کے بعد ہم تہران کی جانب روانہ ہوئے۔شام چار بجے قافلہ ایئر پورٹ پہنچا کیونکہ کچھ لوگ بذریعہ ہوائی جہاز مشہد جانا چاہتے تھے۔جنہیں ہم نے وہاں اتارا اور مشہد کی جانب روانہ ہوئے۔بس ڈرائیور انتہائی نالائق تھا۔کہہ سن کر ایک جگہ نماز مغرب کے لیے بس رکوائی۔اور نماز ادا کی نماز سے فارغ ہو کر شام کا کھانا بھی

وہیں کھایا۔اور بس میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔راستہ میں ایک مسافر عورت کو ہیضہ کی شکایت ہو گئی جسے ضروری طبی امداد دی گئی اور قافلہ روانہ ہوا۔بس پھر کیا تھا کبھی ایک بس رکواتا اور کبھی دوسرا۔واللہ اچھا خاصا ڈرامہ بن گیا۔خدا خدا کر کے ایک جگہ ایک ہوٹل پر بس لا کھڑی کی وہاں حاجت ضروریہ سے فارغ ہو کر وضو کیا اور نماز فجر ادا کی اور دوبارہ سفر شروع ہو گیا۔صبح آٹھ بجے کے قریب ہم نیشا پور پہنچے۔اس جگہ دو مزار ہیں ایک امام زادہ محمد ابراھیم اور دوسرا محمد بن زید بن علی بن حسین بن علیؓ کا ہے۔آپکا نام محمد محروق پکارا جاتا ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ کو وقت کے بادشاہ نے زندہ جلا دیا تھا اس لیے آپ کو محمد محروق کہا جاتا ہے۔امام زادہ محمد محروق کے مزار شریف پر ایک پتھر سیاہ نگ جڑا ہوا ہے۔جس پر قدموں کے نشان ہیں ۔روایت ہے کہ یہ امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے قدموں کے نشان ہیں ۔بوسہ دیا اور دعا کی۔

ساتھ ہی بہترین اور مشہور شاعر عمر خیام کا مزار ہے۔ نیشا پور کے نزدیک ہی ایک جگہ دولت آباد ہے۔ اس جگہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی کرامت سے پانی کا چشمہ جاری ہوا جو آج بھی جاری ہے اور لوگ تبرک کے طور پر دور دراز لیکر جاتے ہیں ایک اور جگہ پر آپؓ کے قدم مبارک ایک پتھر پر دھنسے ہوئے ہیں اس کی زیارت کی اور دعا مانگی۔ نیچے سیڑھیاں اتر کر چشمے کا پانی پیا۔عورتوں کا رش اس قدر تھا کہ خدا پناہ۔ایک اور بات لکھتا چلوں کہ اکیس (۲۱) مارچ سے ایران میں ایک عید منائی جاتی ہے جسے جشن نو روز کہتے ہیں۔ واللہ اعلم یہ تہوار کس نسبت سے مناتے ہیں بہر حال پورے ایران میں پندرہ روز کیلیے مکمل چھٹی ہوتی ہے۔حتیٰ کہ اخبار تک نہیں چھپتا۔اور ایرانی لوگ اپنے گھروں سے بمعہ اہل و عیال سیر و تفریح کے لیے نکل جاتے ہیں۔اس تہوار کی وجہ سے جس جگہ بھی گئے وہاں مردوں اور عورتوں کا ایک میلہ ہی لگا ہوا پایا۔دولت آباد سے ہم مشہد شہر میں پہنچ گئے ۔تین گھنٹے آرام کیا اور آرام کرنے کے بعد گرم پانی سے غسل کیا۔جس سے طبیعت نے کچھ سکون پکڑا۔

آج مورخہ چوبیس (۲۴) مارچ بروز ہفتہ ہوٹل سے نکلے اور حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر زیارت کے لیے نکلے آپ کے مزار کو مزار کہنا موزوں نہیں کیونکہ یہ ایک کمپلیکس کی طرز سے بنا ہوا تھا۔آپکے مزار ہی میں اہل تشیع کی ایک بہت بڑی مذہبی یونیورسٹی ہے۔اس کا انتظام ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے۔ہمیں وہاں مزار شریف کے متعلق ایک دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی۔وہیں قیام کا موقع ملا اور مورخہ پچیس (۲۵) مارچ بروز اتوار دوپہر کا کھانا بھی دیا۔حضرتؓ کی درگاہ کی تعمیر کے متعلق میرے پاس الفاظ نہیں کیونکہ جو میں نے دیکھا انہیں لفظوں میں سمایا نہیں جا سکتا۔اور ابھی بھی اس کی توسیع کے منصوبے پر کام ہو رہا تھا۔یہاں بھی رش نا قابل بیان ہے جس وجہ سے ہمیں ضریح مبارک تک پہنچنے کا موقع نہ مل سکا لہذا دور سے دعا کی اور واپسی کا قصد کیا۔ایک اور بات کہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے اس کو میرے ذہن تے تو

بالکل قبول نہیں کیا۔ کیونکہ درگاہ شریف کے تقدس کو پامال کرنا معمول ہے۔اور وہ لوگ وہاں سے فیوض برکات حاصل کرنے کی بجائے کچھ اور ہی حاصل کر رہے تھے۔اللہ ان کو ہدایت دے آمین۔ قبر کے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا چاہیے جو صاحب قبر سے اسکی زندگی میں کیا جاتا ہے لیکن وہاں حالات یکسر اور تھے۔ کیونکہ وہاں انتہائی بدتمیزی ہو رہی تھی۔

اگر میری تحریر کسی طرح ایرانی حکومت تک پہنچے تو میں نہایت احترام سے کہوں گا کہ جو کچھ ایرانی حکومت نے امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے مزار پر تعمیر کیا ہے اور جس خوش اسلوبی سے اسکا انتظام کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ اللہ تعالی جزا دے لیکن حضرت امام صاحبؓ کی زیارت کیلئے کوئی انتظام ضرور کرے تاکہ مجھ جیسے بوڑھے اور ناتواں لوگ بھی حضرت کی ضریح مبارک تک پہنچ سکیں اور سکون سے امام عالی مقام کی بارگاہ میں اپنی عرائض پیش کرسکیں۔ جزاک اللہ

مشہد بہت خوبصورت شہر ہے۔کشادہ سڑکیں، بہترین عمارتیں اور کھلے بازار ہیں۔ایک بازار جسے بازار رضا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔اس بازار سے دنیا کی ہر چیز خریدی جاسکتی ہیں۔خصوصاً اسے پتھروں کی ایک بہت بڑی اور سستی منڈی کہہ سکتے ہیں۔ ہر قسم کا نایاب پتھر وہاں دستیاب ہے۔

دو رات یہاں قیام کے بعد مورخہ چھبیس (۲۶) مارچ بروز سوموار شام چار بجے وہاں سے واپس پاکستان کا قصد کیا۔رات مشہد سے زاہدان تک سفر میں گزری۔صبح ستائیس (۲۷) مارچ بروز منگلوار زاہدان سے تفتان بارڈر پر پہنچے اور بغیر امیگریشن کے ایران والوں نے گزار دیا۔ پاکستان کے امیگریشن دفتر میں پہنچ کر دو نفل شکرانہ کے ادا کیے اور اپنے ملک کی سلامتی کیلیے اللہ عزوجل کے حضور دعائیں مانگیں۔الٰہی ہمارے ملک کو سلامت رکھنا ،اس کا تو ہی پاسبان ہے۔ یہ ہماری پہچان ہے اور ہم اس کی پہچان ہیں ہمیں اور ہماری قیادت کو ہدایت فرما آمین۔ثم آمین۔

تفتان سے کوئٹہ کے لیے بس تین بجے روانہ ہوئی اور بارڈر کے مختلف مراحل سے گذرتی ہوئی مورخہ اٹھائیس (۲۸) مارچ کی صبح نو بجے کوئٹہ پہنچی۔قافلہ سالار کا پروگرام کسی امام بارگاہ میں ٹھہرانے کا تھا لیکن ہم نے اس سے کہا کہ ہم امام بارگاہ میں نہیں ٹھہر سکتے ،لہذا اس نے آزاد مسلم ہوٹل میں ہمارے ٹھہرنے کا انتظام کروادیا اور خود کسی امام بارگاہ میں ٹھہرنے کا انتظام کیا۔شام پانچ بجے وہاں سے کراچی کے لیے ایک کوچ میں سوار ہوئے اور مورخہ انتیس (۲۹) مارچ بروز جمعرات صبح ساڑھے سات بجے سبزی منڈی کراچی میں اتار دیا۔ اور سب لوگوں نے ایک دوسرے سے اپنی اپنی متوقع غلطیوں کی معذرت کی۔اور ایک دوسرے کواللہ حافظ کہتے ہوئے اپنی اپنی راہ لی۔

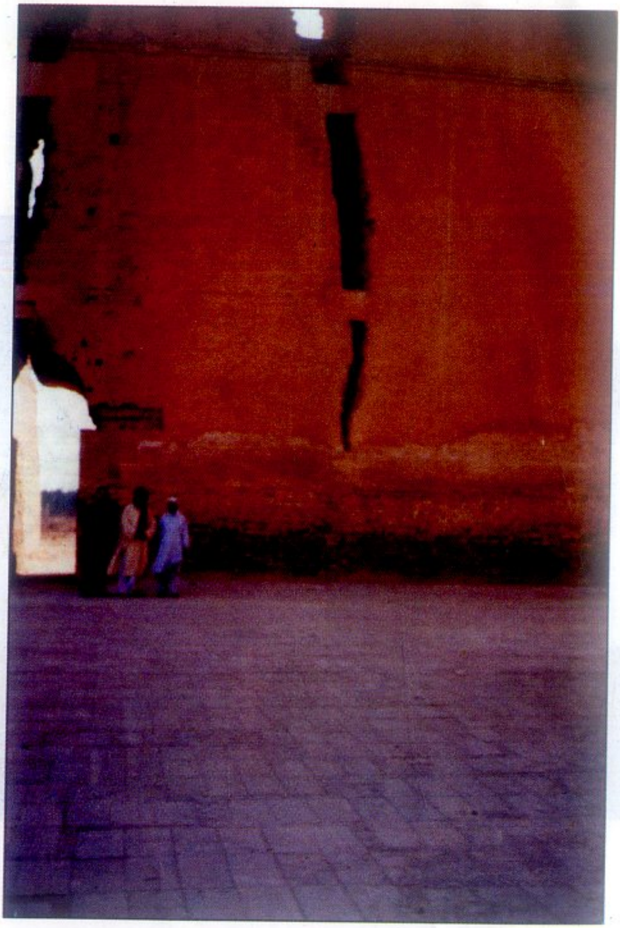

محل کسریٰ (مدائن)

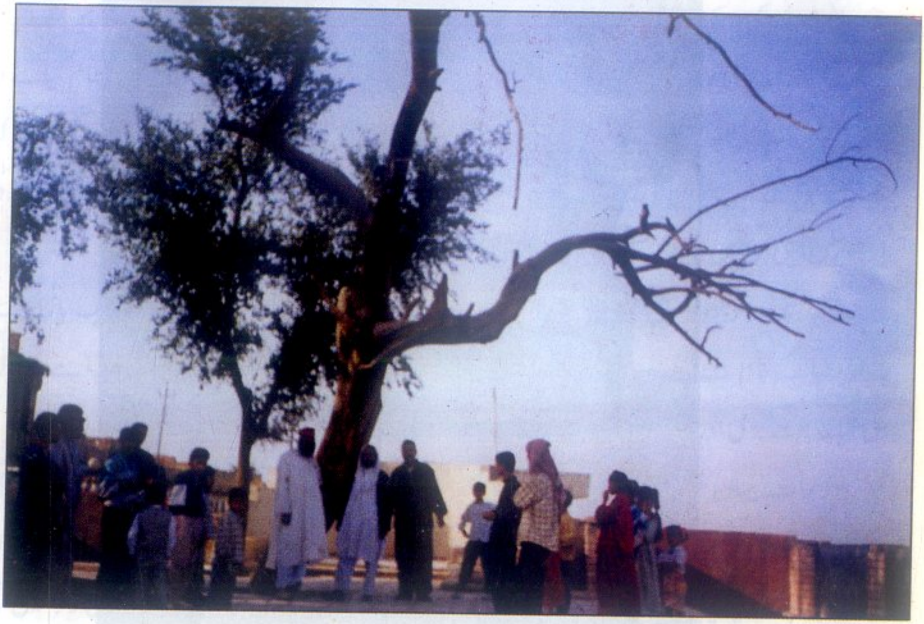

شجر آدم

خادم آستانہ عالیہ چشتیہ۔صابریہ۔قادریہ
خلیفہ حاجی غلام مصطفےٰ چشتی صابری قادری
مقصود احمد چشتی صابری قادری
A12 داتا دربار مارکیٹ لاہور

خادم آستانہ عالیہ

حاجی غلام مصطفٰے چشتی صابری قادری

مقصود احمد چشتی صابری قادری

A12 داتا دربار مارکیٹ لاہور